بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

ایڈیٹر منصور احمد

شمارہ 29

شرح چندہ
سالانہ 800روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50پاؤنڈیا
80ڈالرامریکن
یا 60یورو

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

11/ذوالحجہ 1442 ہجری قمری • 22/وفا1400ہجری شمسی • 22/جولائی 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ؕ وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَہٗ ؕ وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ (المائدہ:68)

ترجمہ: اے رسول! اچھی طرح پہنچادے جو تیرے ربّ کی طرف سے تیری طرف اُتارا گیا ہے۔ اور اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو گویا تُو نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ یقیناً اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 16/جولائی 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

مَیں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کیا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے مامور کر کے بھیجا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت کچھ بھی ان کے دل میں ہوتی تو وہ انکار نہ کرتے اور اس سے ڈر جاتے کہ ایسا نہ ہو کہ ہم خدا تعالیٰ کے نام کی تخفیف کرنے والے ٹھہریں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

اعمالِ صالحہ کی پہچان

یہ لوگ سمجھتے نہیں کہ ہم میں کون سی بات اسلام کے خلاف ہے۔ ہم لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ یہ تمام اعمال، اعمالِ صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں، بلکہ محض ایک پوست کی طرح ہیں جن میں مغز نہیں ہے، ورنہ اگر یہ اعمالِ صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ اعمالِ صالحہ تو تب ہو سکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں، لیکن اُن میں یہ باتیں کہاں ہیں؟ میں کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ ایک مومن متقی ہو اور اعمال صالح کرنے والا ہو اور وہ اہل حق کا دشمن ہو، حالانکہ یہ لوگ ہم کو بے قید اور دہریہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کیا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے مامور کر کے بھیجا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت کچھ بھی ان کے دل میں ہوتی تو وہ انکار نہ کرتے اور اس سے ڈر جاتے کہ ایسا نہ ہو کہ ہم خدا تعالیٰ کے نام کی تخفیف کرنے والے ٹھہریں، لیکن یہ تب ہوتا جبکہ ان میں حقیقی اور اعلیٰ ایمان اللہ تعالیٰ پر ہوتا اور وہ یوم الجزاء سے ڈرتے اور لَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ (بنی اسرائیل:37) پر ان کا عمل ہوتا۔

اولیاء اللہ کا انکار سلبِ ایمان کا موجب ہو جاتا ہے

ان کی دماغی قوت اور ایمانی طاقت نے تو یہاں تک انہیں پہنچایا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کا منکر تو کافر ہوتا ہے۔ مگر ولی کے انکار سے کفر کیونکر لازم آتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ایک شخص کے انکار سے کیا حرج؟ یہ لوگ انکار اولیاء اللہ کو معمولی بات سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے کیا بگڑتا ہے؟ مگر حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اللہ کا انکار سلبِ ایمان کا موجب ہوتا ہے۔ جو شخص اس معاملہ میں غور کرے گا اسے اچھی طرح نظر آ جائے گا، بلکہ ایسے طور پر نظر آ جائے گا جیسے شیشے میں کوئی شکل دیکھ لیتا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ سلبِ ایمان دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک تو انبیاء علیہم السلام کے انکار سے، اس سے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا اور یہ مسلّم بات ہے۔ دوسرا اولیاء اللہ اور مامورین کے انکار سے سلبِ ایمان ہوتا ہے۔

انبیاء کے انکار سے سلبِ ایمان تو بالکل واضح امر ہے اور سب جانتے ہیں، لیکن پھر بھی یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام کے انکار سے سلب ایمان اس لئے ہوتا ہے کہ نبی کہتے ہیں ہم خدا کی طرف سے آئے ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں یہ میرا قول ہے۔ یہ میرا نبی ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ میری کتاب کو مانو اور میرے احکام پر عمل کرو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان نہیں لاتا اور ان وصایا اور حدود پر جو اس میں بیان کئے گئے ہیں، عمل نہیں کرتا ہے، وہ ان سے منکر ہو کر کافر ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ صورت جس سے اولیاء اللہ کے انکار سے سلب ایمان ہوتا ہے، اَور ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنۡ عَادَ لِیۡ وَلِیًّا فَاٰذَنۡتُہٗ لِلۡحَرۡبِ۔ یعنی جو شخص میرے ولی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے وہ گویا میرے ساتھ جنگ کرنے کو تیار ہوتا ہے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 313، مطبوعہ 2018 قادیان)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

زکوٰۃ دینے کی بیعت

(1401) حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت نماز سنوار کر پڑھنے، زکوٰۃ دینے اور ہر ایک مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر کی۔

زکوٰۃ نہ دینے والے کا گناہ

(1402) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) اونٹ اپنے مالک کے پاس اچھی حالت میں آئیں گے، جیسے وہ تھے تو اگر اس نے ان کا وہ حق جو اُن سے متعلق ہے نہ دیا ہوگا تو وہ اس کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور بکریاں بھی اپنے مالک کے پاس اچھی حالت میں آئیں گی جیسے وہ تھیں۔ اگر اس نے ان کا وہ حق جو اُن سے متعلق ہے نہ دیا ہوگا تو وہ اپنے کُھروں سے اسکو روندیں گی اور سینگوں سے ماریں گی۔ فرمایا: تم میں سے کوئی قیامت کے دن ایسی حالت میں نہ آئے کہ بکری کو اس نے اپنی گردن پر اُٹھایا ہوا ہو اور وہ بھائیں بھائیں کر رہی ہو۔ پھر وہ پکارے: محمد! مَیں کہوں گا: مَیں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ مَیں نے تو (پیغامِ حق) پوری طرح پہنچا دیا تھا اور نہ کوئی اپنی گردن پر اونٹ کو اُٹھائے ہوئے آئے کہ وہ بڑبڑ کر رہا ہو اور پھر وہ کہے: محمد! مَیں کہوں گا: مَیں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ مَیں نے تو (اللہ کا پیغام) اچھی طرح پہنچا دیا تھا۔

(صحیح بخاری، جلد3، کتاب الزکاۃ، مطبوعہ 2008 قادیان)

بہت سے گناہوں کا باعث اولاد کی محبت بھی ہوتی ہے، ایسی محبت جو اولاد کو خراب کر دے محبت نہیں دشمنی ہے

حضرت ابراہیمؑ نے ہمیں سبق دیا ہے کہ اولاد کی محبت اس حد تک ہونی چاہئے جس سے وہ بگڑ نہ جائے

ہمیں چاہئے کہ اولاد کی محبت پر خدا کی محبت غالب رکھیں کہ یہ خدا تعالیٰ کی ہی خوشنودی کا موجب نہیں بلکہ اپنی اولاد کی حفاظت کا بھی ذریعہ ہے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ ابراھیم آیت نمبر 37 رَبِّ اِنَّہُنَّ اَضۡلَلۡنَ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنۡ تَبِعَنِیۡ فَاِنَّہٗ مِنِّیۡ ۚ وَمَنۡ عَصَانِیۡ فَاِنَّکَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

محبت الٰہی کا کیسا پاک مظاہرہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں میری اولاد اگر شرک نہ کرے گی تب تو وہ میری اولاد ہے ورنہ نہیں۔ اس آیت سے یہ بھی مستنبط ہے کہ بہت سے گناہوں کا باعث اولاد کی محبت بھی ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ہمیں سبق دیا ہے کہ اولاد کی محبت اس حد تک ہونی چاہئے جس سے وہ بگڑ نہ جائے۔ ایسی محبت جو اولاد کو خراب کر دے محبت نہیں دشمنی ہے۔ جسمانی آرام سے روحانی اور اخلاقی درستی کا خیال مقدم رہنا چاہئے۔ اگر اولاد باوجود کوشش کے درست نہ ہو تو ایک وقت ایسا آ سکتا ہے کہ اس سے قطع تعلق کرنا ضروری ہو۔ کیونکہ جب ان کو معلوم ہو کہ ماں باپ ہماری غلطی سے چشم پوشی کرتے ہیں تو وہ غلط راہ پر چلتے جاتے ہیں۔ لیکن جب ان کو معلوم ہو کہ ہماری غلطی پر مناسب گرفت ہوتی ہے تو ان کی اصلاح ہوتی جاتی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ اولاد کی محبت پر خدا کی محبت غالب رکھیں کہ یہ خدا تعالیٰ کی ہی خوشنودی کا موجب نہیں بلکہ اپنی اولاد کی حفاظت کا بھی ذریعہ ہے۔

وَمَنۡ عَصَانِیۡ فَاِنَّکَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ پہلے عرض کیا تھا کہ میری اولاد میں سے اگر کوئی شرک میں پڑ جائے تو وہ میری اولاد سے نہیں۔ مگر نبی میں رحم بھی ہوتا ہے۔ اولاد کو اولاد نہ سمجھنا اور خدا کی محبت کو ترجیح دینا اور چیز ہے اور ان کیلئے خدا سے رحم کی درخواست کرنا اور چیز ہے۔ پس حضرت ابراہیمؑ دعا کرتے ہیں کہ اول تو میری اولاد کو شرک سے بچائیے لیکن اگر ان میں سے کوئی میرے طریق کے خلاف کرلے تو میں تو اسے یہی کہوں گا کہ وہ میری اولاد نہیں مگر تُو چونکہ غفور رحیم ہے اس لئے تیرے غفور رحیم ہونے سے میں یہی امید کرتا ہوں کہ تُو ان کے گناہ بخشیو اور ان کی ترقی کے سامان پیدا کرتا رہیو۔ اس میں یہ بتایا کہ اولاد سے ناراضگی کا یہ مطلب نہیں کہ ان سے دل بھی سخت کرلے بلکہ سزا ظاہری ہو دل میں ان کیلئے دعا کرتا رہے اور انکی اصلاح مدنظر رکھے نہ کہ ان کی تباہی چاہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 3، صفحہ 484، مطبوعہ 2010 قادیان)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 2/جولائی 2021ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المھدی)

افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ یو.کے 2009

اہم سوالات کے جوابات : از حضور انور ایدہ اللہ

ہالینڈ کی لجنہ و خدام کی حضور انور سے ورچوئل ملاقات

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب | ملکی رپورٹیں

ذکر خیر | خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العَالَمِ ✡ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

میاں رشید احمد گنگوہی اور ان جیسے سبھی مولویوں کیلئے ایک ہزار روپے کا انعام

اگر وہ ثابت کردیں کہ اِمام مہدی کی صداقت کی وہ چار نشانیاں جو احادیث میں بیان ہوئی ہیں اس سے قبل میرے علاوہ کسی اور میں بھی پوری ہوئی ہوں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ انعامی چیلنج ہم آپ کی کتاب انوار الاسلام رُوحانی خزائن جلد 9 سے پیش کررہے ہیں۔ میاں رشید احمد گنگوہی نے آپؑ کے متعلق اشتہار شائع کیا کہ آپؑ نعوذ باللہ من ذالک کافر بلکہ اکفر ہیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں رشید احمد گنگوہی کو بالخصوص اور ان جیسے کافر کہنے والے سبھی مولویوں کو ایک ہزار روپے کا انعامی چیلنج دیا۔ آپؑ نے احادیث میں بیان کردہ اِمام مہدی کی صداقت کی چار نشانیوں کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ یہ چاروں نشانیاں میری ذات میں پوری ہوگئی ہیں۔ اگر میاں رشید احمد گنگوہی یا ان جیسے مجھ کو کافر اور اکفر کہنے والے مولویوں میں سے کوئی بھی مولوی، احادیث میں بیان فرمودہ اِمام مہدی کی صداقت کی اِن چار نشانیوں کو مجھ سے پہلے کسی اور شخص میں بھی پورا ہوتا ہوا ثابت کردے تو میں اُس کو ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ اور اِمام مہدی کی صداقت کی وہ چار نشانیاں جو آپؑ نے بیان فرمائیں وہ یہ ہیں۔

(1) ایک نشانی اِمام مہدی کی صداقت کی یہ ہے کہ اس وقت کے علماء اسے کافر اور ملحد و دجال گردانتے ہوئے اور دین کا دشمن سمجھتے ہوئے اس پر کفر کا فتویٰ لگائیں گے۔ حدیث میں آتا ہے کہ عُلَمَآءُھُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم) کہ اِمام مہدی کے وقت کے علماء زمین پر بدترین مخلوق ہونگے۔ کفر کے ساتھ ساتھ وہ امام مہدی کے قتل کا بھی فتویٰ دیں گے۔ اِسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو فرمایا کہ اَلَا مَنْ اَدْرَکَہٗ فَلْیَقْرَأْ عَلَیْہِ السَّلَامَ۔ (طبرانی الاوسط والصغیر) یعنی سُنو تم میں سے جس کو بھی اس سے شرف ملاقات نصیب ہو تو اُسے میرا اسلام پہنچانا۔ یہ پیشگوئی کے رنگ میں ایک خاص سلام ہے جس کا مطلب ہے کہ علماء اس کے قتل کے درپے ہونگے لیکن اُسے میری طرف سے سلامتی کا پیغام پہنچا دینا کہ باوجود لاکھ کوشش کے وہ اس کا بال بھی بیکا نہ کرسکیں گے۔ چنانچہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : وَاِذَا خَرَجَ ھٰذَا الْاِمَامُ الْمَھْدِیُّ فَلَیْسَ لَہٗ عَدُوٌّ مُبِیْنٌ اِلَّا الْفُقَھَاءُ خَاصَّۃً۔ (فتوحات مکیہ جلد 3 صفحہ 336) چنانچہ اِمام مہدی کی صداقت کی یہ نشانی سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں بتمام وکمال پوری ہوگئی کیونکہ جس شدّت سے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کے فتوے لگائے گئے اس کی نظیر گزشتہ چودہ سو سال میں نہیں ملتی۔

(2) اِمام مہدی کی صداقت کی دوسری نشانی جو احادیث میں بیان ہوئی ہے وہ رمضان کے مہینے میں چاند اور سورج کو گرہن لگنا ہے۔ چنانچہ یہ نشانی بھی سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کے حق میں پوری ہوچکی ہے۔ اس کی تفصیل ہم گزشتہ شماروں میں بیان کرچکے ہیں۔

(3) تیسری ایک نشانی حدیث میں مہدی کی صداقت کی یہ بتائی گئی ہے کہ اُس وقت آل عیسیٰؑ اور آل محمدؐ کے بیچ اختلاف ہوجائیگا اور جھگڑے کی صورت ہوجائے گی۔ اس وقت حق آل محمد کے ساتھ ہوگا۔ یہ نشانی مباحثہ امرتسر یعنی جنگ مقدس کی صورت میں پوری ہوگئی۔ حق آل محمد یعنی مہدی کی جماعت کے ساتھ تھا۔ مگر شیطان اور اس کے چیلے چانٹے، عیسائی اور نیم عیسائی یہی کہتے رہے کہ حق آل عیسیٰ کیساتھ ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

یُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنَّ الحَقَّ فِیْ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَیُنَادِیْ مِنَ الْاَرْضِ اَنَّ الْحَقَّ فِیْ اٰلِ عِیْسٰی اِنَّمَا الْاَسْفَلُ کَلِمَۃُ الشَّیْطَانِ وَالصَّوْتُ الْاَعْلٰی کَلِمَۃُ اللّٰہِ الْعُلْیَا۔

یعنی آسمان سے پکارا جائیگا کہ حق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں ہے مگر زمین سے پکارا جائیگا کہ حق عیسیٰ کے متبعین میں ہے مگر یاد رکھو جو زمین کی طرف سے آواز آئے گی وہ شیطانی آواز ہے اور جو اُوپر سے آواز آئیگی وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہے جو ہمیشہ بلند ہے۔ (حلیۃ ابی نعیم بحوالہ اقتراب الساعۃ صفحہ 108، تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 509)

(4) چوتھی نشانی مہدی کی صداقت کی یہ بیان کی گئی کہ اس وقت یعنی جب آل محمد اور آل عیسیٰ کے درمیان جھگڑے کی صورت پیدا ہوگی تو مسلمانوں کی ایک جماعت مہدی سے بغض اور عداوت رکھنے کی وجہ سے دجال یعنی عیسائی پادریوں کے ساتھ ہوجائے گی اور اُنہیں فاتح قرار دے گی۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ :

- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: یَتَّبِعُ الدَّجَّالَ مِنْ یَھُوْدِ اَصْبَھَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن، حدیث 2094)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اصبہان کے یہود میں سے ستّر ہزار دجال کے پیچھے چل پڑیں گے۔

- اور ایک دوسری حدیث میں ہے : قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : یَتَّبِعُ الدَّجَّالَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا۔ (مصنف عبدالرزاق کتاب الفتن باب الدجال)

امام مہدی کی صداقت کی یہ وہ چار نشانیاں ہیں جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے حق میں پوری ہوگئیں۔ آپؑ سے پہلے کسی بھی شخص میں یہ نشانیاں پوری نہیں ہوئیں۔ اگر کوئی ایسی نظیر پیش کرسکے تو اس کے لئے آپؑ نے ایک ہزار روپے کا انعام مقرر فرمایا۔ اب ہم ذیل میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ اشتہار پیش کرتے ہیں جس میں آپؑ نے علماء مکفرین و مکذبین کو ایک ہزار روپے کا انعامی چیلنج دیا بالخصوص میاں رشید احمد گنگوہی کو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اَے علمائے مکفرین ان آثار اور اخبار کی نسبت کیا کہتے ہو جن کو امام عبدالوہاب شعرانی اور دوسرے اکابر متقدمین نے اپنی اپنی کتابوں میں مبسوط طور پر نقل کیا ہے۔ جن میں سے کچھ حصہ مولوی صدیق حسن خان بھوپالوی نے اپنی فارسی کتابوں حجج الکرامہ وغیرہ میں بطور اختصار لکھا ہے کہ مہدی موعود کے چار نشان خاص ہیں جن میں اس کا غیر شریک نہیں۔

(1) یہ کہ علماء اس کی تکفیر کریں گے اور اس کا نام کافر اور دجّال اور بے ایمان رکھیں گے اور تمام مل کر اس کی تکذیب کریں گے اور اس کی تحقیر اور سبّ و شتم کیلئے کمر باندھیں گے اور اس کی نسبت نہایت سخت کینہ پیدا کریں گے اور اس کو ملحد اور مرتد خیال کریں گے اور اس کی نسبت مشہور کریں گے کہ یہ تو اسلام کی بیخ کنی کررہا ہے یہ مہدی کیسا ہے۔ اور لعنت اور کافر کافر کہنے کو موجب ثواب اور اجر سمجھیں گے اور اس کو اس زمانہ کے مولوی ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ مگر آخری دنوں میں جب اس کی حقیقت کھل جائے گی محض نفاق سے مان لیں گے دل سے نہیں اور مہدی کو قبول کرنے والے اکثر عوام یا گوشہ گزیں یا پاک دل فقرا ہوں گے جو اپنی صحیح مکاشفات سے اس کو شناخت کرلیں گے۔ مگر مولویوں کو بجز اس کے اور کوئی حصہ نہیں ملے گا کہ اس کو بے دین اور کافر اور دجال کہیں گے۔ اور اس وقت کے مولوی ان سب سے بدتر ہوں گے جو زمین پر رہتے ہیں۔ ان کی زیرکی اور فراست جاتی رہے گی وہ عمیق باتوں کو سن کر فی الفور انکار کردیں گے کہ یہ باتیں تو ہمارے قدیم عقائد کے مخالف ہیں۔

(2) دوسرا نشان مہدی موعود کا یہ ہے کہ اس کے وقت میں ماہ رمضان میں خسوف کسوف ہوگا اور پہلے اُس سے جیسا کہ منطوق حدیث صاف بتلا رہا ہے کبھی کسی رسول یا نبی یا محدث کے وقت میں خسوف کسوف کا اجتماع رمضان میں نہیں ہوا۔ اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی رسالت یا نبوت یا محدثیت کے وقت میں کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن اکٹھے نہیں ہوئے۔ اور اگر کوئی کہے کہ اکٹھے ہوئے ہیں تو بار ثبوت اس کے ذمہ ہے۔ مگر حدیث کا مفہوم یہ نہیں کہ مہدی کے ظہور سے پہلے چاند گرہن اور سورج گرہن ماہ رمضان میں ہوگا کیونکہ اس صورت میں تو ممکنات میں سے تھا کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کو ماہ رمضان میں دیکھ کر ہر یک مفتری مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور امر مشتبہ ہوجائے کیونکہ بعد میں مدعی ہونا سہل ہے اور جب بعد میں کئی مدعی ظاہر ہوگئے تو صاف طور پر کوئی مصداق نہ رہا۔ بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مہدی موعود کے دعویٰ کے بعد بلکہ ایک مدت گزرنے کے بعد یہ نشان تائید دعویٰ کے طور پر ظاہر ہو جیسا کہ اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ اَیْ لِتَائِیْدِ دَعْوٰی مَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ صاف دلالت کررہی ہے اور اس طور سے کسی مفتری کی پیش رفت نہیں جاتی اور کوئی منصوبہ چل نہیں سکتا کیونکہ مہدی کا ظہور بہت پہلے ہوکر پھر مؤید دعوے کے طور پر سورج گرہن بھی ہوگیا۔ نہ یہ کہ ان دونوں کو دیکھ کر مہدی نے سر نکالا۔ اس قسم کے تائیدی نشان ہمارے سید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی پہلی کتابوں میں لکھے گئے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد ظہور میں آئے اور دعویٰ کے مصدق اور مؤید ہوئے۔ غرض ایسے نشان قبل از دعویٰ مہمل اور بے کار ہوتے ہیں کیونکہ ان میں گنجائش افترا بہت ہے۔ اور اس پر اور بھی قرینہ ہے اور وہ یہ ہے کہ خسوف اور کسوف اور مہدی کا رمضان کے مہینے میں موجود ہونا خارق عادت ہے اور صرف اجتماع خسوف کسوف خارق عادت نہیں۔

(3) تیسرا نشان مہدی موعود کا یہ ہے کہ اس کے وقت میں ایک فتنہ ہوگا۔ اور نصاریٰ اور مہدی کے لوگوں کا ایک جھگڑا پڑ جائے گا۔ نصاریٰ کے لئے شیطان آواز دے گا کہ اَلْحَقُّ فِیْ اٰلِ عِیْسٰی یعنی حق عیسیٰ کے لوگوں میں ہے اور فتح عیسائیوں کی ہے۔ اور مہدی کے لوگوں کیلئے آسمانی آواز آئے گی یعنی نشانوں اور تائیدوں کے ساتھ ربّانی گواہی یہ ہوگی کہ اَلْحَقُّ فِیْ اٰلِ مُحَمَّدٍ یعنی حق مہدی کے لوگوں میں ہے۔ آخر اس آواز کے بعد شیطانی تاریکی اٹھ جائے گی اور لوگ اپنے امام کو شناخت کرلیں گے۔

(4) چوتھی مہدی کی یہ نشانی ہے کہ اس کے وقت میں بہت سے مسلمان یہودی طبع دجّال سے مل جائیں گے یعنی وہ لوگ بظاہر مسلمان کہلائیں گے اور دجال کی ہاں کے ساتھ ہاں ملاویں گے یعنی نصاریٰ کے دعویٰ فتح کے مُصدّق ہوں گے۔ یہ چار نشانیاں ایسی ہیں کہ مہدی کے لئے خاص ہیں اور اگرچہ اس زمانہ سے پہلے بھی بہت سے اہل اللہ اور بزرگوں کو کافر ٹھہرایا گیا مگر نشانی کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مہدی موعود کی اس زور و شور سے تکفیر کی جائے گی کہ اُس سے پہلے کبھی مولویوں نے ایسے زور و شور سے کسی کی تکفیر نہیں کی ہوگی اور نہ کسی کو ایسے زور و شور سے دجال کہا ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس عاجز کو نہ صرف کافر بلکہ اکفر کہا گیا۔ ایسا ہی ممکن ہے کہ پہلے بھی کسی مہینہ میں چاند گرہن اور سورج گرہن اکٹھے ہوگئے ہوں مگر یہ کبھی نہیں ہوا اور ہرگز نہیں ہوا کہ بجز ہمارے اس زمانہ کے دنیا کی ابتداء سے آج تک کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان کے مہینہ میں ایسے طور سے اکٹھے

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

’’افسوس! افسوس! میں کیا ہی بُرا نگران ہوں گا اگر اس کا اچھا حصہ میں کھاؤں اور لوگوں کو اس کا ردّی حصہ کھلاؤں، یہ پیالہ اٹھالو اور ہمارے لیے اسکے علاوہ کوئی اَور کھانا لاؤ‘‘ (حضرت عمرؓ)

حضرت عمرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کے ماتحت جب یہودیوں اور عیسائیوں کو یمن سے نکالا تو آپؓ نے ان کی زمینیں ضبط نہیں کیں بلکہ ان کی زمینیں خریدیں

حضرت عمرؓ کے زمانے میں سترہ ہجری میں مسجد نبویؐ کی توسیع ہوئی، مردم شماری شروع کی گئی،

رعایا میں راشننگ سسٹم کا آغاز ہوا، شوریٰ کا قیام عمل میں آیا، محاصل کا نظام قائم کیا گیا، زراعت کی ترقی کیلئے اقدامات کیے گئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

قحط کے دنوں میں حضرت عمرؓ نے ایک نیا کام کیا جسے وہ پہلے نہ کیا کرتے تھے وہ یہ تھا کہ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر اپنے گھر میں داخل ہو جاتے اور آخر شب تک مسلسل نماز پڑھتے رہتے، پھر آپؓ باہر نکلتے اور مدینہ کے اطراف میں چکر لگاتے رہتے

عبداللہ بن ابراہیم سے روایت ہے کہ سب سے پہلے مسجد نبویؐ میں جس نے چٹائی بچھائی وہ حضرت عمر بن خطابؓ تھے

’’اسلام ہی ہے جس نے ملکی حقوق بھی قائم کیے ہیں، اسلام کے نزدیک ہر فرد کی خوراک، رہائش اور لباس کی ذمہ دار حکومت ہے اور اسلام نے ہی سب سے پہلے اس اصول کو جاری کیا ہے۔‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

حضرت عمرؓ نے بیس ہجری میں مقبوضہ ممالک کو آٹھ صوبوں میں تقسیم فرمایا تا کہ انتظامی امور میں آسانی رہے،

نمبر ایک مکہ، نمبر دو مدینہ، نمبر تین شام، نمبر چار جزیرہ، نمبر پانچ بصرہ، نمبر چھ کوفہ، نمبر سات مصر اور نمبر آٹھ فلسطین

حضرت عمرؓ کے دور میں جو شخص عامل مقرر ہوتا اس سے یہ عہد لیا جاتا کہ وہ ترکی گھوڑے پر سوار نہیں ہوگا، باریک کپڑے نہیں پہنے گا، چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا، دروازے پر دربان مقرر نہیں کرے گا، ضرورت مندوں کیلئے ہمیشہ دروازے کھلے رکھے گا،...... عاملین مقرر کرنے کے بعد ان کے مال و اسباب کی جانچ کی جاتی تھی اگر عامل کی مالی حالت میں غیر معمولی ترقی ہوتی جس کے بارے میں وہ تسلی نہ کروا سکتے تو اس کا مؤاخذہ کیا جاتا اور زائد مال بیت المال میں جمع کروالیا جاتا

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا تم میری عمر کا اندازہ اس سے لگالو کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زیدؓ کو دس ہزار صحابہؓ کا سردار بنا کر بھیجا تھا جس میں ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی شامل تھے تو اس وقت جو عمر اسامہ بن زیدؓ کی تھی اس سے ایک سال میری عمر زیادہ ہے

مرکزی شعبہ احمدیہ آرکائیوز اور ریسرچ سینٹر کی طرف سے تیار کردہ احمدیہ انسائیکلوپیڈیا کی ویب سائٹ www.ahmadipedia.org کے اجرا کا اعلان

یہ ویب سائٹ تمام جماعت کے تعاون سے جاری و ساری رہنے والا پراجیکٹ بنے گی اور انشاء اللہ ہر احمدی کیلئے فائدہ مند ہوگی

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2/جولائی 2021ء بمطابق 2/وفا 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

آج کل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا ہے۔ اسی ضمن میں آج بھی بیان کروں گا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے متعلق ایک روایت میں آتا ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کے ماتحت جب یہودیوں اور عیسائیوں کو یمن سے نکالا تو آپؓ نے ان کی زمینیں ضبط نہیں کیں بلکہ ان کی زمینیں خریدیں۔ مزید فرماتے ہیں کہ یمن کی زمین جو عیسائیوں اور یہودیوں کے نیچے تھی وہ خراجی تھی لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ زمین یہودیوں اور عیسائیوں سے لے لی اور ان کو عرب کے جزیرے سے نکال دیا تو باوجود اِس کے کہ وہ زمین خراجی تھی اور اصولی طور پر حکومت اسکی مالک سمجھی جاتی تھی انہوں نے وہ زمین ان سے چھینی نہیں بلکہ خریدی۔ چنانچہ فتح الباری شرح بخاری میں یہ حدیث درج ہے کہ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ عُمَرَ أَجْلٰى أَهْلَ نَجْرَانَ وَالْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى وَاشْتَرٰى بَيَاضَ أَرْضِهِمْ وَكُرُوْمَهُمْ۔ یعنی یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے نجران کے مشرکوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کو وہاں سے جلاوطن کر دیا اور ان کی زمینیں اور باغ خرید لیے۔ یہ ظاہر ہے کہ یہودیوں کی زمین عُشری نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر وہ عُشری تھی تو اس کا مالک کوئی مسلمان ہوگا۔ پس یہودیوں سے اس کے خریدنے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ وہ یقیناً خراجی تھی جیسا کہ ہندوستان کی زمین کو خراجی قرار دیا جاتا ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو خراجی قرار دے کر اور حکومت کو اس کا مالک قرار دے کر اس کو ضبط نہیں کیا بلکہ اس کو خریدا۔ شاید کوئی کہے کہ یہ زمین نہ خراجی ہوگی نہ عُشری بلکہ کسی اَور قسم کی ہوگی تو یہ خیال بیہودہ ہوگا اور اسلامی شریعت سے ناواقفی کی علامت ہوگا۔ عُشری اور خراجی کے سِوا اَور کوئی زمین اسلام میں نہیں سوائے اِسکے کہ وہ بے کار پڑی ہوئی ہو اور اس کا مالک کوئی فردِ واحد نہ ہو۔ پس لازماً یہودی اور نصرانی اور مشرک اہل نجران کی زمینیں یا خراجی تھیں یا عُشری تھیں مگر دونوں صورتوں میں ان کا مالک حضرت عمرؓ نے ان کے قابضوں کو قرار دیا اور ان سے وہ زمینیں خریدی گئیں۔ (ماخوذ از اسلام اور ملکیت زمین، انوار العلوم، جلد 21، صفحہ 444، 478-479)

اسلام میں جنگی قیدیوں کے علاوہ غلام بنانے کی ممانعت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ’’فرماتا ہے تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا۔ اے مسلمانو! کیا تم دوسرے لوگوں کی طرح یہ چاہتے ہو کہ تم غیر اقوام کے افراد کو پکڑ کر اپنی طاقت اور قوت کو بڑھالو۔ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ تم دنیا کے پیچھے چلو بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں ان احکام پر چلائے جو انجام کے لحاظ سے تمہارے لئے بہتر ہوں اور اگلے جہان میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کا مستحق بنانے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور انجام کے خوشگوار ہونے کے لحاظ سے یہی حکم تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم سوائے جنگی قیدیوں کو جنہیں دورانِ جنگ گرفتار

کیا گیا ہو اَور کسی کو قیدی مت بناؤ۔ گویا جنگی قیدیوں کے سِوا اسلام میں کسی قسم کے قیدی بنانے جائز نہیں۔ اس حکم پر شروع اسلام میں اس سختی کے ساتھ عمل کیا جاتا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک دفعہ یمن کے لوگوں کا ایک وفد آپؓ کے پاس آیا اور اس نے شکایت کی کہ اسلام سے پہلے ہم کو مسیحیوں نے بلا کسی جنگ کے یونہی زور سے غلام بنالیا تھا ورنہ ہم آزاد قبیلہ تھے۔ ہمیں اس غلامی سے آزاد کرایا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گو یہ اسلام سے پہلے کا واقعہ ہے مگر پھر بھی مَیں اس کی تحقیقات کروں گا۔ اگر تمہاری بات درست ثابت ہوئی تو تمہیں فوراً آزاد کرادیا جائے گا۔ لیکن اس کے برخلاف ’’حضرت مصلح موعودؓ مقابلہ کررہے ہیں آج کل کے یورپ کا کہ یہ تو اسلامی تعلیم تھی جس پر حضرت عمرؓ نے عمل کروایا یا اس بارے میں ان کو تسلی کروائی لیکن اس کے برخلاف یورپ میں کیا ہوتا ہے‘‘ یورپ اپنی تجارتوں اور زراعتوں کے فروغ کیلئے انیسویں صدی کے شروع تک غلامی کو جاری رکھتا چلا گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام کی تاریخ سے ایک غیر اسلامی غلامی کا بھی پتہ لگتا ہے مگر پھر بھی غلاموں کے ذریعہ سے ملکی طور پر تجارتی یا صنعتی ترقی کرنے کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔‘‘ (اسلام کا اقتصادی نظام، انوار العلوم، جلد 18، صفحہ 26-27) اسلام میں یہ کوئی تصور نہیں۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں بہت سخت قحط پڑ گیا مدینہ اور اس کے گردونواح میں سخت قحط پڑا۔ جب تیز ہوا چلتی تو راکھ کی طرح مٹی اڑ آتی تھی۔ اس وجہ سے اس سال کا نام عام الرمادۃ، راکھ کا سال رکھ دیا گیا۔

(تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 508، سنہ 18، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1987ء)

عوف بن حارث اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اس سال کا نام عام الرمادۃ یعنی راکھ کا سال اس لیے رکھا گیا کہ ساری زمین بارش نہ ہونے کی وجہ سے سیاہ ہوکر راکھ کے مشابہ ہوگئی تھی اور یہ کیفیت نو (9) ماہ رہی۔ حزام بن ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اٹھارہ ہجری میں لوگ جب حج سے واپس ہوئے تو انہیں سخت تکلیف پہنچی۔ ملک میں خشک سالی پھیل گئی۔ مویشی ہلاک ہوگئے اور لوگ بھوک سے مرنے لگے یہاں تک کہ لوگ بوسیدہ ہڈیوں کا سفوف پیس کر اس کو پانی میں ڈال کر پینے لگے اور چوہوں وغیرہ کے بلوں کو کھودتے اور اس میں جو ہوتا اسے نکالنے لگے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کی طرف عام الرمادۃ میں خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے عمرؓ امیر المومنین کی طرف سے عاصی بن عاصی کے نام۔ تم پر سلامتی ہو۔ اَمَّا بَعد۔ کیا تم مجھے اور ان لوگوں کو مرتا ہوا دیکھنا چاہتے ہو جو میرے پاس ہیں اور تم زندہ ہو اور وہ لوگ جو تمہارے پاس ہیں وہ بھی زندہ ہوں۔ کیا کوئی مدد کرنے والا ہے؟ یہ آپؓ نے تین دفعہ لکھا اس پہ۔ مدد! مدد! مدد!

اس کے جواب میں حضرت عمرو بن عاصؓ نے لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اسکے بندے کی طرف۔ اَمَّا بَعد۔ آپؓ کے پاس مدد پہنچ گئی۔ کچھ دیر انتظار فرمائیں۔ میں آپؓ کی طرف اونٹوں کا ایک قافلہ بھیج رہا ہوں جس کا پہلا اونٹ آپؓ کے پاس ہوگا اور اس کا آخری اونٹ میرے پاس ہوگا یعنی اتنا بڑا قافلہ ہوگا۔ ایک لمبی قطار ہوگی۔

والیٔ مصر حضرت عمرو بن عاصؓ نے اناج اور غلہ کے ایک ہزار اونٹ بھیجے۔ گھی اور کپڑے وغیرہ اسکے علاوہ تھے۔ والیٔ عراق حضرت سعدؓ نے دو ہزار اونٹ اناج اور غلّے کے بھیجے۔ کپڑے وغیرہ اسکے علاوہ تھے۔ والیٔ شام حضرت امیر معاویہ نے تین ہزار اونٹ غلّے کے بھیجے اور کپڑے وغیرہ اسکے علاوہ تھے۔ جب پہلا غلہ آیا تو حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت زبیر بن عوامؓ سے فرمایا۔ تم قافلے کو روک کر اہلِ بادیہ کی طرف پھیر دو۔ یعنی جو گاؤں کے رہنے والے ہیں ان کی طرف پھیر دو۔ ان کو پہلے دو اور ان لوگوں میں تقسیم کردو۔ بخدا ممکن ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے بعد اس سے افضل کوئی شَے تمہیں حاصل نہ ہوئی ہوگی۔ اسکے بوروں سے لحاف بنادو جسے وہ لوگ پہنیں اور اونٹوں کو ان کیلئے ذبح کردینا۔ وہ لوگ گوشت کھائیں اور اس کی چکنائی اٹھا کر لے جائیں۔ تم انتظار نہ کرنا کہ وہ کہیں کہ ہم لوگ بارش کے آنے تک انتظار کریں گے۔ وہ لوگ آٹا پکائیں اور جمع کریں یہاں تک کہ اللہ ان کیلئے کشادگی کا حکم لائے۔ یعنی کچھ پکائیں، کھائیں اور کچھ جو ہے وہ سٹور بھی کرلیں۔ حضرت عمرؓ کھانا تیار کرواتے اور ان کا منادی اعلان کرتا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ وہ کھانے کے وقت حاضر ہو اور کھانا چاہے تو وہ ضرور ایسا کرے۔ اور جو پسند کرتا ہے کہ جو کھانا اس کیلئے اور اس کے گھر والوں کیلئے کفایت کرے تو وہ آئے اور وہ لے جائے۔ حضرت عمرؓ لوگوں کو ثرید، یعنی روٹی کو توڑ کر شوربہ میں ڈال کر جو کھانا تیار ہوتا ہے وہ کھلاتے تھے۔ یہ روٹی ہوتی تھی جس کے ساتھ زیتون کا سالن ہوتا تھا جو فوراً دیگوں میں پکایا جاتا تھا۔ اونٹ ذبح کیے جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ بھی سب لوگوں کے ساتھ مل کر کھاتے تھے جس طرح وہ کھاتے تھے۔

عبداللہ بن زید بن اسلم اپنے دادا اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ مسلسل روزے رکھتے رہے۔ عام الرمادۃ کے زمانے میں شام کے وقت حضرت عمرؓ کے پاس روٹی لائی جاتی جو زیتون کے تیل کے ساتھ ملی ہوتی تھی۔ لوگوں نے ایک روز اونٹ ذبح کرکے لوگوں کو کھلائے۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کیلئے عمدہ حصہ رکھ لیا۔ جب حضرت عمرؓ کے پاس وہ حصہ لایا گیا تو اس میں کوہان اور کلیجی کے ٹکڑے تھے۔ حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا کہ یہ کہاں سے آئے؟ تو بتایا گیا کہ اے امیر المومنین! یہ ان اونٹوں سے ہے جو آج ہم نے ذبح کیے تھے۔ آپؓ نے فرمایا افسوس! افسوس! میں کیا ہی بُرا نگران ہوں گا اگر اس کا اچھا حصہ میں کھاؤں اور لوگوں کو اس کا ردّی حصہ کھلاؤں۔ یہ پیالہ اٹھالو اور ہمارے لیے اس کے علاوہ کوئی اَور کھانا لاؤ۔ چنانچہ روٹی اور زیتون کا تیل لایا گیا۔ آپؓ نے روٹی اپنے ہاتھ سے توڑی اور اس سے ثرید بنایا۔ پھر آپؓ نے اپنے غلام سے فرمایا۔ اے یَرْفَا! تمہارا بھلا ہو یہ پیالہ ثَمْغ میں ایک گھر والوں کے پاس لے جاؤ۔ ثَمْغ بھی مدینہ کے قریب کھجوروں کا ایک باغ تھا جس کے مالک حضرت عمرؓ تھے۔ انہوں نے اس باغ کو وقف کیا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تین دن سے مَیں نے ان کو کچھ نہیں دیا اور میرا خیال ہے کہ وہ خالی پیٹ ہوں گے۔ یہ ان کے سامنے پیش کردو۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ قحط کے دنوں میں حضرت عمرؓ نے ایک نیا کام کیا جسے وہ پہلے نہ کیا کرتے تھے اور وہ یہ تھا کہ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر اپنے گھر میں داخل ہوجاتے اور آخر شب تک مسلسل نماز پڑھتے رہتے۔ پھر آپؓ باہر نکلتے اور مدینہ کے اطراف میں چکر لگاتے رہتے۔ ایک رات سحری کے وقت میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھَلَاکَ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ عَلٰی یَدَیَّ کہ اے اللہ! میرے ہاتھوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ہلاکت میں نہ ڈالنا۔

محمد بن یحییٰ بن حبان بیان کرتے ہیں کہ قحط کے ایام میں حضرت عمرؓ کے پاس ایک دفعہ چربی میں ڈوبی ہوئی روٹی لائی گئی۔ آپؓ نے ایک بدوی کو اپنے پاس بلایا اور وہ آپؓ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ وہ جلدی جلدی پیالے کے کناروں سے چربی لینے لگا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ تم تو ایسے کھا رہے ہو جیسے کبھی چربی نہیں دیکھی۔ اس نے کہا بے شک میں نے کئی دنوں سے نہ گھی کھایا ہے اور نہ زیتون اور نہ ہی کسی کو یہ کھاتے دیکھا ہے۔ یہ بات سن کر حضرت عمرؓ نے قَسم کھائی کہ وہ نہ تو گوشت چکھیں گے اور نہ ہی گھی یہاں تک کہ لوگ پہلے کی طرح خوشحال ہوجائیں۔

ابن طاؤس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے نہ گوشت کھایا اور نہ ہی گھی یہاں تک کہ لوگ خوشحال ہوگئے اور گھی وغیرہ نہ کھانے اور صرف تیل کھانے کی وجہ سے آپؓ کا پیٹ گڑگڑاتا تھا۔ آپؓ کہتے یعنی اپنے پیٹ کو مخاطب کر کے کہ تم گڑگڑاتے رہو۔ اللہ کی قسم! تمہیں کچھ اَور نہیں ملے گا تاوقتیکہ لوگ خوشحال نہ ہو جائیں اور پہلے جیسا کھانا شروع نہ کردیں۔

عِیَاض بن خلیفہ کہتے ہیں کہ میں نے قحط کے سال حضرت عمرؓ کو دیکھا۔ آپؓ کا رنگ سیاہ ہوگیا تھا حالانکہ پہلے آپؓ کا رنگ سفید تھا۔ ہم کہتے یہ کیسے ہوا تو راوی نے بتایا کہ حضرت عمرؓ ایک عربی آدمی تھے۔ وہ گھی اور دودھ کا استعمال کرتے تھے۔ جب لوگوں پر قحط آیا تو انہوں نے یہ چیزیں اپنے اوپر حرام کرلیں یہاں تک کہ لوگ خوشحال ہوجائیں۔ حضرت عمرؓ نے تیل کے ساتھ کھانا کھایا جس سے آپؓ کا رنگ تبدیل ہوگیا اور جب فاقہ کشی کی تو یہ رنگ مزید تبدیل ہوگیا۔

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے دادا سے روایت کی کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ نے قحط رفع نہ کیا تو حضرت عمرؓ مسلمانوں کی فکر میں مر ہی جائیں گے۔

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قحط کے زمانے میں سارے عرب سے لوگ مدینہ آئے۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کا انتظام کریں اور انہیں کھانا کھلائیں۔ مدینہ کے چاروں طرف حضرت عمرؓ نے مختلف اصحاب کی ڈیوٹی لگادی تھی جو ایک ایک لمحہ کی خبر شام کو جمع ہوکر آپؓ کو دیتے تھے۔ صبح سے لے کے شام تک جو خبریں بھی ہوتی تھیں شام کو آپؓ کے پاس لائی جاتی تھیں۔ آپؓ کو وہ خبریں پہنچائی جاتی تھیں۔ مدینہ کے مختلف علاقوں میں بدوی لوگ آئے ہوئے تھے۔ ایک رات جب لوگ رات کا کھانا کھا چکے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جنہوں نے ہمارے ساتھ رات کا کھانا کھایا ہے ان کا شمار کرو۔ چنانچہ ان کا شمار کیا گیا تو سات ہزار کے قریب افراد تھے۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ جو نہیں آئے انہیں اور مریضوں اور بچوں کو بھی شمار کرو۔ جب گنتی کی گئی تو وہ چالیس ہزار کی تعداد تھی۔ چند دن بعد یہ تعداد بڑھ گئی۔ دوبارہ گنتی کی گئی تو جو لوگ آپؓ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے ان کی تعداد دس ہزار اور دوسروں کی تعداد پچاس ہزار ہوگئی۔ اسی طرح سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرمادی۔ جب بارش ہوئی تو میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ آپؓ نے اپنے عاملین کو حکم دیا کہ سب لوگوں کا ان کے اپنے اپنے علاقے میں واپسی کا انتظام کریں اور انہیں غلّہ اور سواریاں بھی مہیا کریں۔ راوی کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ بنفس نفیس ان لوگوں کو روانہ کرنے کیلئے آتے تھے۔

(ماخوذ از الطبقات الکبریٰ، جزء 3، صفحہ 165 تا 169، ذکر ھجرۃ عمر بن الخطاب، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء) (لغات الحدیث، جلد 1، صفحہ 234، زیر لفظ ثرید، نعمانی کتب خانہ لاہور 2005ء) (فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد 5، صفحہ 460-461، حدیث 2764، دار الریان للتراث القاہرہ 1986ء)

اردگرد کے لوگ بھوک سے تنگ آ کے شہر میں آگئے تھے۔ کھانا ان کو یہاں ملتا تھا۔ جب حالات ٹھیک ہو گئے، بارشیں ہوگئیں اور زراعت وغیرہ ہوسکتی تھی تو پھر آپؓ نے کہا واپس جاؤ اور محنت کرو اور اپنی کھیتیوں کو آباد کرو۔

تاریخ طبری میں اس قحط کے ختم ہونے کے متعلق لکھا ہے کہ ایک شخص نے خواب دیکھا جس کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی طرف توجہ دلائی جس پر حضرت عمرؓ نے لوگوں میں اعلان کرایا کہ نماز استسقاء پڑھی جائے گی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: مصیبت اپنے انتہا کو پہنچ چکی اور اب ان شاء اللہ ختم ہونے والی ہے۔ جس قوم کو دعا کی توفیق مل گئی پس سمجھ لینا چاہئے کہ ان کی مصیبت دور ہوگئی۔ آپؓ نے دیگر شہروں کے گورنروں کے نام خط تحریر فرمائے کہ تم مدینہ اور ان کے اطراف کے بندگان خدا کیلئے نماز استسقاء پڑھو کیونکہ وہ مصیبت کی انتہا کو پہنچ گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو نماز استسقاء کیلئے باہر میدان میں جمع کیا اور حضرت عباسؓ کو لے کر حاضر ہوئے، مختصر خطبہ پڑھا اور نماز پڑھائی پھر دوزانو ہوکر بیٹھے اور دعا شروع کی۔ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا۔ اے اللہ! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد کے خواہاں ہیں۔ اے اللہ! ہمیں معاف فرما! ہم پر رحم کر اور ہم سے راضی ہوجا۔ اس کے بعد آپؓ

واپس لوٹے۔ ابھی گھر نہیں پہنچ پائے تھے کہ میدان میں بارش کی وجہ سے تالاب بن گیا۔

(تاریخ طبری، جلد2، صفحہ 508-509، سنہ 18، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1987ء)

ایک روایت کے مطابق حضرت عمرؓ نے دعا کرتے ہوئے عرض کیا کہ اے اللہ! تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب ہم پر خشک سالی ہوتی تو ہم تیرے نبی کے واسطے بارش کی دعا کیا کرتے تھے تو تُو ہم پر بارش برساتا تھا۔ آج ہم تجھے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا واسطہ دے کر دعا کر رہے ہیں۔ پس تُو ہماری یہ قحط سالی ختم کر دے اور ہم پر بارش نازل فرما۔ چنانچہ لوگ ابھی اپنی جگہوں سے ہٹے نہ تھے کہ بارش برسنی شروع ہو گئی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جلد4، صفحہ 21، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

مسجد نبوی میں چٹائیاں بچھانے کا سلسلہ کب شروع ہوا؟ پہلے لوگ اسی طرح نماز پڑھتے تھے اور فرش پہ یا کچی جگہ پہ نماز پڑھتے تھے۔ ماتھے پہ مٹی لگ جایا کرتی تھی۔ اس کے بعد پھر چٹائیوں کا رواج ہوا۔ اس بارے میں عبداللہ بن ابراہیم سے روایت ہے کہ سب سے پہلے مسجد نبویؐ میں جس نے چٹائی بچھائی وہ حضرت عمر بن خطابؓ تھے۔ پہلے لوگ جب اپنا سر سجدے سے اٹھاتے تو اپنے ہاتھ جھاڑا کرتے تھے۔ اس پر آپؓ نے چٹائیاں بچھانے کا حکم دیا جو عَقیق سے لائی گئیں اور مسجد نبوی میں بچھائی گئیں۔ عَقیق بھی ایک وادی کا نام ہے جو مدینہ کے جنوب مغرب سے شروع ہو کر شمال مغرب تک تقریباً ڈیڑھ سو کلو میٹر تک پھیلی ہوئی وادی ہے۔ کہتے ہیں بہت بڑی وادی ہے۔

(ماخوذ از ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مترجم از شاہ ولی اللہ، جلد3، صفحہ 236، مناقب فاروق اعظم، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)(السیرت نبوی، صفحہ 168، دارالسلام الریاض 1424ھ)

حضرت عمرؓ کے زمانے میں سترہ ہجری میں مسجد نبویؐ کی توسیع بھی ہوئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں مسجد کچی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی جس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں سے بنی ہوئی تھی اور ستون کھجور کے تنوں کے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو اسی حال میں رہنے دیا اور اس میں کوئی توسیع یا تبدیلی نہ کی۔ حضرت عمرؓ نے اس کی تعمیرِ نو اور توسیع کروائی مگر اس کی ہیئت اور طرزِ تعمیر میں کوئی تبدیلی نہ کرائی۔ انہوں نے بھی اسے اسی طرح کے طرزِ تعمیر سے بنوایا۔ چھت پہلے کی طرح کھجور کے پتوں کی ہی رہی۔ انہوں نے صرف ستون لکڑی کے ڈلوا دیے۔ حضرت عمرؓ نے سترہ ہجری میں مسجد کی تعمیر کو اپنی زیر نگرانی مکمل کروایا۔ اس توسیع کے بعد مسجد کا رقبہ سو ضرب سو (100X100) ذرع یعنی تقریباً پچاس ضرب پچاس (50X50) میٹر سے بڑھ کر ایک سو چالیس ضرب ایک سو بیس (140X120) ذرع تقریباً ستر ضرب ساٹھ (70X60) میٹر ہو گیا۔ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے دور میں بھی مسجد نبویؐ وہی رہی جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھی تاہم حضرت عمرؓ کی تعمیر نو کے ساتھ اس میں کافی توسیع ہو گئی تھی۔

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ مسجد نبویؐ کی تعمیرِ نَو کی جائے اور لوگوں کو بارش سے بچانے کا بندوبست کیا جائے تاہم سرخ وسفید تزئین سے اجتناب کیا جائے کیونکہ یہی تزئین انسان کو مصائب میں دوچار کر دیتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کفایت شعاری سے کام لیا اور مسجد کو اسی طرز پر استوار کیا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دَورِ مبارک میں ہوا کرتی تھی۔ مسجد کی توسیع کرتے وقت انہیں اس سے ملحقہ مکانات حاصل کرنے پڑے جو کہ شمال جنوب اور مغربی جانب تھے۔ کچھ لوگوں نے برضا و رغبت اپنی زمینیں مسجد کیلئے ہبہ کر دیں اور کچھ کیلئے حضرت عمرؓ کو افہام و تفہیم اور مالی ترغیب کا طریقہ اختیار کرنا پڑا۔ اس طرح کچھ زمین آپؓ کو خرید کر مسجد میں شامل کرنا پڑی۔

(ماخوذ از جستجوئے مدینہ از عبدالحمید قادری، صفحہ 459، اورینٹل پبلی کیشنز لاہور 2007ء)

حضرت عمرؓ کے زمانے میں مردم شماری کا رواج بھی شروع ہوا یا آپؓ نے کروائی اور راشننگ سسٹم (rationing system) بھی خوراک کیلئے مقرر رہوا۔ اس ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ اسلامی حکومت کا نظم و نسق کس طرح چلتا تھا اور کیا کیا تبدیلیاں ہوئیں۔ کیا کیا نئی باتیں انتظامی معاملات میں پیدا اور شروع کی گئیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں آکر پہلا کام یہی کیا تھا کہ جائیداد والوں کو بے جائیداد والوں کا بھائی بنا دیا۔ انصار جائیدادوں کے مالک تھے اور مہاجر بے جائیداد تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور مہاجرین دونوں میں مؤاخات قائم فرما دی اور ایک ایک جائیداد والے کو ایک ایک بے جائیداد والے سے ملا دیا اور اس میں بعض لوگوں نے اتنا غلو کیا کہ دولت تو الگ رہی، بعض کی اگر دو بیویاں تھیں تو انہوں نے اپنے اپنے مہاجر بھائیوں کی خدمت میں یہ پیشکش کی کہ وہ ان کی خاطر اپنی ایک بیوی کو طلاق دینے کو تیار ہیں۔ وہ ان سے بے شک شادی کر لیں۔ یہ مساوات کی پہلی مثال تھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں جاتے ہی قائم فرمائی کیونکہ حکومت کی بنیاد دراصل مدینہ میں ہی پڑی تھی۔ اس زمانہ میں زیادہ دولتیں نہ تھیں۔ یہی صورت تھی کہ امیر اور غریب کو اس طرح ملا دیا جائے کہ ہر شخص کو کھانے کیلئے کوئی چیز مل سکے۔ پھر ایک جنگ کے موقع پر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریق کو استعمال فرمایا گو اس کی شکل بدل دی۔ ایک جنگ کے موقع پر آپؐ کو معلوم ہوا کہ بعض لوگوں کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں رہی یا اگر ہے تو بہت ہی کم اور بعض کے پاس کافی چیزیں ہیں۔ تو یہ صورت حال دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس جسکے پاس جو کوئی چیز ہے وہ لے آئے اور ایک جگہ جمع کر دی جائے۔ چنانچہ سب چیزیں لائی گئیں اور آپؐ نے راشن مقرر کر دیا۔ گویا یہاں بھی وہی طریق آ گیا کہ سب کو کھانا ملنا چاہئے۔ جب تک ممکن تھا سب لوگ الگ الگ کھاتے رہے مگر جب یہ امر ناممکن ہو گیا اور خطرہ پیدا ہو گیا کہ بعض لوگ بھوکے رہنے لگ جائیں گے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تمہیں علیحدہ کھانے کی اجازت نہیں، اب سب کو ایک جگہ سے برابر کھانا ملے گا۔ یہ موقع کی مناسبت کے لحاظ سے فیصلہ ہوا تھا۔ کوئی سوشلزم کا یا کمیونزم کا نظریہ نہیں قائم کیا گیا تھا۔ بہرحال صحابہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم پر ہم نے اس سختی سے عمل کیا کہ اگر ہمارے پاس ایک کھجور بھی ہوتی تو ہم اس کا کھانا سخت بد دیانتی سمجھتے تھے اور اس وقت تک چین نہیں لیتے تھے جب تک کہ اس کو سٹور میں داخل نہیں کر دیتے تھے۔ یہ دوسرا نمونہ تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا۔ جب تک کہ حالات خراب تھے اس وقت تک یہ اسی طرح ہوتا تھا اور یہ نمونہ آپؐ نے قائم کیا۔

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دولت بھی آئی اور خزانوں کے منہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کیلئے کھول دیے۔ مگر اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ اس بارہ میں تفصیلی نظام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری ہوتا لوگ یہ نہ کہہ دیں کہ یہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی۔ کوئی اَور شخص اسے جاری نہیں کر سکتا۔ جب دولتیں آ گئیں تو پرانا نظام جاری ہو گیا لیکن بعد میں بھی اس کو اللہ تعالیٰ نے جاری کرنے کا انتظام فرمایا۔ وہ کس طرح؟ آپ لکھتے ہیں کہ چنانچہ ادھر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ایک نمونہ قائم کر دیا اور ادھر مدینہ پہنچتے ہی انصار نے اپنی دولتیں مہاجرین کے سامنے پیش کر دیں۔ مہاجرین نے کہا ہم یہ زمینیں مفت میں لینے کیلئے تیار نہیں۔ ہم ان زمینوں پر بطور مزارع کام کریں گے اور تمہارا حصہ تمہیں دیں گے۔ لیکن یہ مہاجرین کی طرف سے اپنی ایک خواہش کا اظہار تھا۔ انصار نے اپنی جائیدادوں کے دینے میں کوئی پس و پیش نہیں کیا۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے گورنمنٹ راشن دے تو کوئی شخص نہ لے۔ اس سے گورنمنٹ زیرِ الزام نہیں آئے گی۔ یہی کہا جائے گا کہ گورنمنٹ نے تو راشن مقرر کر دیا تھا۔ اب دوسرے شخص کی مرضی تھی کہ وہ چاہے لیتا یا نہ لیتا۔ اسی طرح انصار نے سب کچھ دے دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ مہاجرین نے نہ لیا۔ غرض عملی طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام اپنی زندگی میں ہی شروع فرما دیا تھا۔ یہاں تک کہ جب بحرین کا بادشاہ مسلمان ہوا تو آپؐ نے اسے ہدایت فرمائی کہ تمہارے ملک میں جن لوگوں کے پاس گزارہ کیلئے کوئی زمین نہیں ہے تم ان میں سے ہر شخص کو چار درہم اور لباس گزارہ کیلئے دو تا کہ وہ بھوکے اور ننگے نہ رہیں۔ اسکے بعد مسلمانوں کے پاس دولتیں آنی شروع ہو گئیں۔ چونکہ مسلمان کم تھے اور دولت زیادہ تھی اس لیے کسی نئے قانون کے استعمال کی اس وقت ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ کیونکہ جو غرض تھی وہ پوری ہو رہی تھی۔ اصول یہ ہے کہ جب خطرہ ہو تب قانون جاری کیا جائے اور جب نہ ہو اس وقت اجازت ہے کہ حکومت اس قانون کو جاری کرے یا نہ کرے۔ پھر جو بات میں نے شروع کی تھی، جو میں بیان کرنا چاہتا تھا بیچ میں دوسری تفصیل آ گئی۔ اب وہ بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ نظام کس طرح جاری ہوا؟

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور مسلمان دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلنا شروع ہوئے تو اس وقت غیر قومیں بھی اسلام میں شامل ہو گئیں۔ عرب لوگ تو ایک جتھہ اور ایک قوم کی شکل میں تھے اور وہ آپس میں مساوات بھی قائم رکھتے تھے۔ جب اسلام مختلف گوشوں میں پہنچا اور مختلف قومیں اسلام میں داخل ہونی شروع ہوئیں تو ان کیلئے روٹی کا انتظام بڑا مشکل ہو گیا۔ آخر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام لوگوں کی مردم شماری کرائی اور راشننگ سسٹم (rationing system) قائم کر دیا جو بنو امیہ کے عہد تک جاری رہا۔ یورپین مؤرخ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ سب سے پہلی مردم شماری حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کروائی تھی اور وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے یہ سب سے پہلی مردم شماری رعایا سے دولت چھیننے کیلئے نہیں بلکہ ان کی غذا کا انتظام کرنے کیلئے

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا ؕ وَ اِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ (فاطر:25)

ترجمہ: ہم نے تجھے ایک قائم رہنے والی صداقت کے ساتھ ایک خوش خبری دینے والا اور ہوشیار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں (خدا کی طرف سے) کوئی ہوشیار کرنے والا نہ آیا ہو۔

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَ لَا دِمَآؤُہَا وَ لٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ
کَذٰلِکَ سَخَّرَہَا لَکُمۡ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ہَدٰىکُمۡ وَ بَشِّرِ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (الحج:38)

ترجمہ: ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔ اسی طرح اُس نے تمہارے لیے اُنہیں مسخر کر دیا ہے تا کہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بنا پر کہ جو اُس نے تمہیں ہدایت عطا کی۔ اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری دیدے۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar   Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

جاری کی تھی۔ اَور حکومتیں تو اس لیے مردم شماری کراتی ہیں کہ لوگ قربانی کے بکرے بنیں اور فوجی خدمات بجا لائیں۔ مگر حضرت عمرؓ نے اس لیے مردم شماری نہیں کرائی کہ لوگ قربانی کے بکرے بنیں بلکہ اس لیے کرائی کہ ان کے پیٹ میں روٹی ڈالی جائے، یہ دیکھا جائے کہ کتنے لوگ ہیں اور خوراک کا کتنا انتظام کرنا ہے؟ چنانچہ مردم شماری کے بعد تمام لوگوں کو ایک مقررہ نظام کے ماتحت غذا ملتی اور جو باقی ضروریات رہ جاتیں ان کیلئے انہیں ماہوار کچھ رقم دے دی جاتی اور اس بارہ میں اتنی احتیاط سے کام لیا جاتا تھا کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب شام فتح ہوا اور وہاں سے زیتون کا بے شمار تیل آیا اور ہر ایک کو زیتون کا تیل ملنے لگ گیا۔ تو آپؓ نے ایک دفعہ لوگوں سے کہا کہ زیتون کے استعمال سے میرا پیٹ پھول جاتا ہے۔ یعنی حضرت عمرؓ کو خود بھی ملتا تھا، اس میں سے تیل لیتے تھے تو آپؓ نے کہا کہ زیتون کا جب مَیں زیادہ استعمال کروں تو میرا پیٹ پھول جاتا ہے۔ تم مجھے اجازت دو تو میں بیت المال سے اتنی ہی قیمت کا گھی لے لیا کروں۔ اور زیتون کیونکہ میری صحت کیلئے ٹھیک نہیں ہے تو جتنی قیمت کا زیتون ہے اتنی قیمت کا گھی لے لیا کروں۔ غرض یہ پہلا قدم تھا جو اسلام میں لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے اٹھایا گیا اور ظاہر ہے کہ اگر یہ نظام قائم ہو جائے تو اس کے بعد کسی اَور نظام کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ سارے ملک کی ضروریات کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔ ان کا کھانا، ان کا پینا، ان کا پہننا، ان کی تعلیم، ان کی بیماریوں کا علاج اور ان کی رہائش کیلئے مکانات کی تعمیر یہ سب کا سب اسلامی حکومت کے ذمہ ہوگا اور اگر یہ ضروریات پوری ہوتی رہیں تو کسی بیمہ وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ بیمے اس لیے لوگ کرواتے ہیں ناں کہ بعد میں ہم اپنے بچوں کیلئے کچھ چھوڑ جائیں یا جب بڑھاپے میں کمائی نہیں کر سکتے تو اپنی ضروریات پوری کر سکیں۔ جب حکومت یہ ذمہ داری لے لے تو پھر کسی بھی بیمے کی ضرورت نہیں رہتی۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ مگر بعد میں آنے والوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ بادشاہ کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ چاہے تو کچھ دے اور چاہے تو نہ دے اور چونکہ اسلامی تعلیم ابھی پورے طور پر راسخ نہیں ہوئی تھی تو وہ لوگ پھر قیصر و کسریٰ کے طریق کی طرف مائل ہو گئے۔ جس طرح دوسرے بادشاہ کرتے تھے وہی طریق پھر رائج ہو گیا۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر، جلد 7، صفحہ 334 تا 336)

اسلامی حکومت کے ہر شخص کیلئے روٹی کپڑے کے انتظام کرنے کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ مزید فرماتے ہیں کہ ’’اسلامی حکومت...... جب وہ اموال کی مالک ہوئی تو اس نے ہر ایک شخص کی روٹی کپڑے کا انتظام کیا چنانچہ‘‘ وہی بیان ہوا ہے کہ ’’حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب نظام مکمل ہوا تو اس وقت اسلامی تعلیم کے ماتحت ہر فرد و بشر کیلئے روٹی اور کپڑا مہیا کرنا حکومت کے ذمہ تھا اور وہ اپنے اِس فرض کو پوری ذمہ داری کے ساتھ ادا کیا کرتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِس غرض کیلئے مردم شماری کا طریق جاری کیا اور رجسٹرات کھولے جن میں تمام لوگوں کے ناموں کا اندراج ہوا کرتا تھا۔ یورپین مصنفین بھی تسلیم کرتے ہیں‘‘ جیسا کہ پہلے ذکر بھی آچکا ہے ’’کہ پہلی مردم شماری حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی اور انہوں نے ہی رجسٹرات کا طریق جاری کیا۔ اِس مردم شماری کی وجہ یہی تھی کہ ہر شخص کو روٹی کپڑا دیا جاتا تھا اور حکومت کیلئے ضروری تھا کہ وہ اِس بات کا علم رکھے کہ کتنے لوگ اِس ملک میں پائے جاتے ہیں۔ آج یہ کہا جاتا ہے کہ سوویت رشیا نے غربا کے کھانے اور ان کے کپڑے کا انتظام کیا ہے۔ حالانکہ سب سے پہلے اِس قسم کا اقتصادی نظام اسلام نے جاری کیا ہے اور عملی رنگ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہر گاؤں، ہر قصبہ اور ہر شہر کے لوگوں کے نام رجسٹر میں درج کیے جاتے تھے۔ ہر شخص کی بیوی، اس کے بچوں کے نام اور ان کی تعداد درج کی جاتی تھی اور پھر ہر شخص کیلئے غذا کی بھی ایک حد مقرر کر دی گئی تھی تا کہ تھوڑا کھانے والے بھی گزارہ کر سکیں اور زیادہ کھانے والے بھی اپنی خواہش کے مطابق کھا سکیں۔

تاریخوں میں ذکر آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابتدا میں جو فیصلے فرمائے ان میں دودھ پیتے بچوں کا خیال نہیں رکھا گیا تھا اور ان کو اس وقت غلّہ وغیرہ کی صورت میں مدد ملنی شروع ہوتی تھی جب مائیں اپنے بچوں کا دودھ چھڑا دیتی تھیں۔‘‘ جیسا کہ گذشتہ خطبہ میں میں نے بیان کیا تھا کہ ’’ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کے حالات معلوم کرنے کیلئے گشت لگا رہے تھے کہ ایک خیمہ میں سے کسی بچہ کے رونے کی آواز آئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں ٹھہر گئے۔ مگر بچہ تھا کہ روتا چلا جاتا تھا اور ماں اسے تھپکیاں دے رہی تھی تا کہ وہ سو جائے۔ جب بہت دیر ہو گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس خیمہ کے اندر گئے اور عورت سے کہا کہ تم بچے کو دودھ کیوں نہیں پلاتی۔ یہ کتنی دیر سے رو رہا ہے؟ اس عورت نے آپؓ کو پہچانا نہیں۔ اس نے سمجھا کہ کوئی عام شخص ہے۔ چنانچہ اس نے جواب میں کہا کہ تمہیں معلوم نہیں عمرؓ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ دودھ پینے والے بچہ کو غذا نہ ملے۔ ہم غریب ہیں ہمارا گزارہ تنگی سے ہوتا ہے۔ میں نے اس بچے کا دودھ چھڑا دیا ہے تا کہ بیت المال سے اس کا غلہ بھی مل سکے۔ اب اگر یہ روتا ہے تو روئے عمرؓ کی جان کو جس نے ایسا قانون بنایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی وقت واپس آئے اور راستہ میں نہایت غم سے کہتے جاتے تھے کہ عمر! عمر! معلوم نہیں تُو نے اس قانون سے کتنے عرب بچوں کا دودھ چھڑوا کر آئندہ نسل کو کمزور کر دیا ہے۔ ان سب کا گناہ اب تیرے ذمہ ہے۔ یہ کہتے ہوئے آپؓ سٹور میں آئے، دروازہ کھولا اور ایک بوری آٹے کی اپنی پیٹھ پر اٹھا لی۔ کسی شخص نے کہا کہ لائیے میں اس بوری کو اٹھا لیتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ نہیں! غلطی میری ہے اور اب ضروری ہے کہ اس کا خمیازہ بھی میں ہی بھگتوں۔ چنانچہ وہ بوری آٹے کی انہوں نے اس عورت کو پہنچائی اور دوسرے ہی دن حکم دیا کہ جس دن بچہ پیدا ہو اسی دن سے اس کیلئے غلہ مقرر کیا جائے کیونکہ اس کی ماں جو اس کو دودھ پلاتی ہے زیادہ غذا کی محتاج ہے۔‘‘

(اسلام کا اقتصادی نظام، انوار العلوم، جلد 18، صفحہ 61-62)

پھر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’اسلام ہی ہے جس نے ملکی حقوق بھی قائم کیے ہیں۔ اسلام کے نزدیک ہر فرد کی خوراک، رہائش اور لباس کی ذمہ دار حکومت ہے اور اسلام نے ہی سب سے پہلے اس اصول کو جاری کیا ہے۔ اب دوسری حکومتیں بھی اس کی نقل کر رہی ہیں مگر پورے طور پر نہیں۔ بیمے کیے جا رہے ہیں۔ فیملی پنشنیں دی جا رہی ہیں۔ مگر یہ کہ جوانی اور بڑھاپے دونوں میں خوراک اور لباس کی ذمہ وار حکومت ہوتی ہے یہ اصول اسلام سے پہلے کسی مذہب نے پیش نہیں کیا۔ دنیاوی حکومتوں کی مردم شماریاں اس لئے ہوتی ہیں تا ٹیکس لیے جائیں یا فوجی بھرتی کے متعلق یہ معلوم کیا جائے کہ ضرورت کے وقت کتنے نوجوان مل سکتے ہیں۔ مگر اسلامی حکومت میں سب سے پہلی مردم شماری جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کروائی گئی تھی وہ اس لئے کروائی گئی تھی تا کہ تمام لوگوں کو کھانا اور کپڑا مہیا کیا جائے اس لئے نہیں کہ ٹیکس لگایا جائے یا یہ معلوم کیا جائے کہ ضرورت کے وقت فوج کیلئے کتنے نوجوان مل سکیں گے بلکہ وہ مردم شماری محض اس لئے تھی کہ تا ہر فرد کو کھانا اور کپڑا مہیا کیا جائے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک مردم شماری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ہوئی تھی مگر اس وقت ابھی مسلمانوں کو حکومت حاصل نہیں ہوئی تھی اس لئے اس مردم شماری کا مقصد محض مسلمانوں کی تعداد معلوم کرنا تھی۔ جو مردم شماری اسلامی حکومت کے زمانہ میں سب سے پہلے ہوئی وہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہوئی اور اس لئے ہوئی تا کہ ہر فرد کو کھانا اور کپڑا مہیا کیا جائے۔ یہ کتنی بڑی اہم چیز ہے جس سے تمام دنیا میں امن قائم ہو جاتا ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ درخواست دے دو اس پر غور کیا جائے گا اسے ہر انسان کی غیرت برداشت نہیں کر سکتی‘‘ کہ درخواستیں منگوائی جائیں پھر غور کیا جائے۔ ’’اس لئے اسلام نے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ کھانا اور کپڑا حکومت کے ذمہ ہے اور یہ ہر امیر اور غریب کو دیا جائے گا خواہ وہ کروڑ پتی ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ آگے کسی اَور کو ہی کیوں نہ دے دے تا کہ کسی کو یہ محسوس نہ ہو کہ اسے ادنیٰ خیال کیا جاتا ہے۔‘‘ (تفسیر کبیر، جلد 10، صفحہ 308)

جو امیروں کو ملے گا تو امیر بھی اگر وہ تقویٰ پر چلنے والے ہیں تو بجائے اس سے فائدہ اٹھانے کے وہ پھر آگے ضرورت مندوں کو دیں گے۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں ممالک کو صوبہ جات میں تقسیم کیا گیا۔ بیس ہجری میں مقبوضہ ممالک کو حضرت عمرؓ نے آٹھ صوبوں میں تقسیم فرمایا تا کہ انتظامی امور میں آسانی رہے۔ نمبر ایک مکہ، نمبر دو مدینہ، نمبر تین شام، نمبر چار جزیرہ، نمبر پانچ بصرہ، نمبر چھ کوفہ، نمبر سات مصر اور نمبر آٹھ فلسطین۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 185، دار الاشاعت کراچی 1991ء)

پھر شوریٰ کا قیام آپؓ کے زمانے میں ہوا۔ مجلس شوریٰ میں ہمیشہ لازمی طور پر ان دونوں گروہ یعنی مہاجرین اور انصار کے ارکان شریک ہوتے تھے۔ انصار بھی دو قبیلوں میں منقسم تھے اَوس اور خزرج۔ چنانچہ ان دونوں خاندانوں کا مجلس شوریٰ میں شریک ہونا ضروری تھا۔ اس مجلس شوریٰ میں حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت اُبَی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ شامل ہوتے تھے۔ مجلس کے انعقاد کا یہ طریقہ تھا کہ پہلے ایک منادی اعلان کرتا تھا کہ اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ یعنی سب لوگ نماز کیلئے جمع ہو جائیں۔ جب لوگ جمع ہو جاتے تو حضرت عمر مسجد نبویؐ میں جا کر دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد منبر پر چڑھ کر خطبہ دیتے تھے اور بحث طلب امر پیش کیا جاتا تھا۔ اس پر بحث ہوتی تھی۔ معمولی اور روزمرہ کے کاروبار میں اس مجلس کے فیصلے کافی سمجھے جاتے تھے لیکن جب کوئی اہم امر پیش آتا تھا تو مہاجرین اور انصار کا اجلاس عام ہوتا تھا اور سب کے اتفاق سے وہ امر طے پاتا تھا۔ فوج کی تنخواہ، دفتر کی ترتیب، عُمّال کا تقرر، غیر قوموں کی تجارت کی آزادی اور ان پر محصول کی تشخیص۔ غرض اس قسم کے بہت سے معاملات ہیں جو شوریٰ میں پیش ہو کر طے پاتے تھے۔ مجلس شوریٰ کا اجلاس اکثر خاص خاص ضرورتوں کے پیش آنے کے وقت ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ ایک اَور مجلس تھی وہاں روزانہ انتظامات اور ضروریات پر گفتگو ہوتی تھی۔ یہ مجلس ہمیشہ مسجد نبویؐ میں منعقد ہوتی تھی اور صرف مہاجرین صحابہ اس میں شریک ہوتے تھے۔ صوبہ جات اور اضلاع کی روزانہ خبریں جو دربار خلافت میں پہنچتی تھیں۔ حضرت عمرؓ اس مجلس میں بیان کرتے تھے اور کوئی بحث طلب امر ہوتا تھا تو اس میں لوگوں سے رائے لی جاتی تھی۔ مجلس شوریٰ کے ارکان کے علاوہ عام رعایا کو انتظامی امور میں مداخلت حاصل تھی۔ صوبہ جات اور

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ایک مومن دوسرے مومن کیلئے عمارت کی مانند ہے
جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچا رہا ہوتا ہے
(صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ، باب تشبیک الاصابع فی المسجد)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تُو مومنوں کو ان کے آپس کے رحم، محبت وشفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا
جب جسم کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے، اس کا سارا جسم اس کیلئے بے خوابی اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔
(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم)

طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

اضلاع کے حاکم اکثر رعایا کی مرضی سے مقرر کیے جاتے تھے بلکہ بعض اوقات بالکل انتخاب کا طریقہ عمل میں آتا تھا۔ کوفہ، بصرہ اور شام میں جب عُمال خراج مقرر کیے جانے لگے تو حضرت عمرؓ نے ان تینوں صوبوں میں احکام بھیجے کہ وہاں کے لوگ اپنی اپنی پسند سے ایک ایک شخص انتخاب کر کے بھیجیں جو ان کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ دیانت دار اور قابل ہو۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 180 تا 182، دارالاشاعت کراچی 1991ء)

عاملین کی تقرری اور ان کیلئے کیا ہدایات دیں؟ حضرت عمرؓ کس طرح ہدایات دیتے تھے؟ اس بارے میں لکھا ہے کہ اہم خدمات کیلئے عہدیداروں کی تقرری شوریٰ کے ذریعہ کی جاتی۔ جس پر سب ارکان اتفاق کر لیتے اُس کا انتخاب کر لیا جاتا۔ بعض اوقات صوبہ یا ضلع کے حاکم کو حکم بھیجتے کہ جو شخص زیادہ قابل ہو اس کا انتخاب کر کے بھیجو۔ چنانچہ انہی منتخب لوگوں کو حضرت عمرؓ عامل مقرر فرما دیتے۔ حضرت عمرؓ نے عاملین کی زیادہ تنخواہیں مقرر فرمائی تھیں۔ یہ بھی بڑی حکمت ہے تا کہ ایمانداری سے یہ لوگ اپنے کام کر سکیں، کوئی دنیاوی لالچ نہ ہو۔ حضرت عمرؓ عہدے داروں کو یہ نصائح فرماتے کہ یاد رکھو! میں نے تم لوگوں کو امیر اور سخت گیر مقرر کر کے نہیں بھیجا بلکہ امام بنا کر بھیجا ہے تا کہ لوگ تمہاری تقلید کریں۔ مسلمانوں کے حقوق ادا کرنا۔ ان کو زدوکوب نہیں کرنا کہ وہ ذلیل ہوں۔ سزائیں نہیں دینی بلکہ ان کے حق ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ کسی کی بے جا تعریف نہیں کرنی کہ وہ فتنوں میں پڑیں۔ ان کیلئے اپنے دروازے ہمیشہ بند نہ رکھنا کہیں طاقتور کمزوروں کو نہ کھا جائیں۔ اپنے آپ کو کسی پر ترجیح نہ دینا کہ یہ ان پر ظلم ہے۔ جو شخص عامل مقرر ہوتا اس سے یہ عہد لیا جاتا کہ وہ ترکی گھوڑے پر سوار نہیں ہوگا۔ باریک کپڑے نہیں پہنے گا۔ چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا۔ دروازے پر دربان مقرر نہیں کرے گا۔ ضرورت مندوں کیلئے ہمیشہ دروازے کھلے رکھے گا۔ یہ ہدایات تمام عاملین کے لیے تھیں اور لوگوں میں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں۔ عاملین مقرر کرنے کے بعد ان کے مال و اسباب کی جانچ کی جاتی تھی۔ اگر عامل کی مالی حالت میں غیر معمولی ترقی ہوتی جس کے بارے میں وہ تسلی نہ کروا سکتے تو اس کا مؤاخذہ کیا جاتا اور زائد مال بیت المال میں جمع کروا لیا جاتا۔ عاملین کو حکم تھا کہ حج کے موقع پر لازمی جمع ہوں۔ وہاں پبلک عدالت لگتی جس میں کسی شخص کو کسی عامل سے شکایت ہوتی تو فوراً اس کا ازالہ کیا جاتا۔ عاملین کی شکایات پیش ہوتیں ان کی تحقیقات کے متعلق بھی ایک عہدہ قائم تھا جس پر کبار صحابہ ہوتے جو تحقیقات کیلئے جاتے اور اگر شکایت سچ ہوتی تو عاملین کا مؤاخذہ کیا جاتا۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 189 تا 193، دارالاشاعت کراچی 1991ء)

عاملین کی شکایت کے متعلق حضرت عمرؓ کے رویے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی واقعہ ہے۔ کوفے کے لوگ بڑے باغی تھے اور وہ ہمیشہ اپنے افسروں کے خلاف شکایتیں کرتے رہتے تھے کہ فلاں قاضی ایسا ہے۔ فلاں میں یہ نقص ہے اور فلاں میں وہ نقص ہے۔ حضرت عمرؓ ان کی شکایات پر حکام کو بدل دیتے اور اَور افسر مقرر کر کے بھیج دیتے اور ان افسروں کو بدل دیتے۔ دوسرے افسر مقرر کر کے بھیج دیتے۔ بعض لوگوں نے حضرت عمرؓ کو یہ بھی کہا کہ یہ طریق درست نہیں ہے۔ اس طرح بدلتے رہیں گے تو وہ شکایتیں کرتے رہیں گے، آپؓ بار بار افسر کو نہ بدلیں۔ مگر حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں افسروں کو بدلتا ہی چلا جاؤں گا یہاں تک کہ کوفے والے خود ہی تھک جائیں۔ جب اسی طرح ایک عرصہ تک ان کی طرف سے شکایتیں آتی رہیں تو حضرت عمرؓ نے کہا اب میں کوفہ والوں کو ایک ایسا گورنر بھجواؤں گا جو انہیں سیدھا کر دے گا۔ یہ گورنر انیس سال کا ایک نوجوان تھا جو حضرت عمرؓ نے سیدھا کرنے کیلئے بھیجا۔ اس انیس سالہ نوجوان کا نام عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ تھا۔ جب کوفے والوں کو پتہ لگا کہ انیس سال کا ایک لڑکا ان کا گورنر مقرر ہو کر آیا ہے تو انہوں نے کہا آؤ ہم سب مل کر اس سے مذاق کریں۔ کوفہ کے لوگ شریر اور شوخ تو تھے ہی۔ انہوں نے بڑے بڑے جبہ پوش لوگوں کو جو ستّر ستّر، اسّی اسّی، نوّے نوّے سال کے تھے اکٹھا کیا اور فیصلہ کیا کہ ان سب بوڑھوں کے ساتھ شہر کے تمام لوگ مل کر عبدالرحمٰن کا استقبال کرنے کیلئے جائیں اور مذاق کے طور پر اس سے سوال کریں کہ جناب کی عمر کیا ہے؟ اس سے اسکی عمر پوچھیں۔ جب وہ جواب دے گا تو خوب ہنسی اڑائیں گے۔ اسکا مذاق اڑائیں گے کہ چھوکرا ہمارا گورنر بن گیا ہے۔ چنانچہ اسی سکیم کے مطابق وہ شہر سے دو تین میل باہر اس کا استقبال کرنے کیلئے آئے۔ ادھر سے گدھے پر سوار عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بھی آ نکلے۔ کوفہ کے تمام لوگ صفیں باندھ کر کھڑے تھے اور سب سے اگلی قطار بوڑھے سرداروں کی تھی۔ جب عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ قریب پہنچے تو ان لوگوں نے پوچھا کہ آپ ہی ہمارے گورنر مقرر ہو کر آئے ہیں اور عبدالرحمٰن آپ ہی کا نام ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس پر ان میں سے ایک بہت بوڑھا آدمی آگے بڑھا اور اس نے کہا جناب کی عمر؟ عبدالرحمٰن نے کہا میری عمر! تم میری عمر کا اندازہ اس سے لگا لو کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زیدؓ کو دس ہزار صحابہؓ کا سردار بنا کر بھیجا تھا جس میں ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی شامل تھے تو جو عمر اس وقت اسامہ بن زیدؓ کی تھی اس سے ایک سال میری عمر زیادہ ہے۔ یہ سنتے ہی جیسے اوس پڑ جاتی ہے وہ سب شرمندہ ہو کے پیچھے ہٹ گئے اور انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ جب تک یہ لڑکا یہاں رہے خبردار تم نہ بولنا ورنہ یہ کھال ادھیڑ دے گا۔ چنانچہ انہوں نے بڑے عرصہ تک گورنری کی اور کوفہ والے ان کے سامنے بول نہیں سکتے تھے۔

(ماخوذ از خطبات محمود، جلد 23، صفحہ 222-223)

پھر محاصل کا نظام ہے۔ حضرت عمرؓ نے عراق اور شام کی فتوحات کے بعد خراج کے نظم و نسق کی طرف توجہ کی۔ جو زمینیں بادشاہوں نے مقامی باشندوں سے جبراً چھین کر درباریوں اور امراء کو دی تھیں وہ مقامی لوگوں کو واپس دی گئیں اور ساتھ ہی حضرت عمرؓ نے حکم جاری فرما دیا کہ اہلِ عرب جو ان ملکوں میں پھیل گئے ہیں زراعت نہیں کریں گے یعنی کہ عرب لوگ جو ہیں وہ زراعت نہیں کریں گے۔ اسکا یہ فائدہ تھا کہ جو زراعت کے متعلق تجربہ مقامی لوگوں کا تھا عرب اس سے واقف نہ تھے۔ ہر علاقے کی زراعت کا اپنا مقامی طریقہ ہے تو اس لیے یہ حکم تھا کہ باہر کے جو آئے ہوئے ہیں وہ زراعت نہیں کریں گے بلکہ زراعت مقامی لوگ ہی کریں گے۔

خراج پہلے لوگوں سے زبردستی لیا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے خراج کے قواعد مرتب کرنے کے بعد خراج کی وصولی کا طریق بھی نہایت نرم کر دیا اور نئی ترامیم کیں۔ ذِمیوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ خراج کی وصولی کے وقت باقاعدہ دریافت فرماتے، کسی سے زیادتی تو نہیں ہوئی؟ ذمی رعایا سے جو پارسی یا عیسائی تھے ان سے رائے طلب کرتے اور ان کی آرا کا لحاظ کیا کرتے تھے۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 198، 202، 207-208، دارالاشاعت کراچی 1991ء)

زراعت کی ترقی کیلئے حضرت عمرؓ نے بے آباد زمینوں کے متعلق فرمایا کہ جو ان کو آباد کرے گا وہ اسکی ملکیت ہوگی۔ اس کیلئے تین سال کا وقت مقرر کیا گیا۔ نہریں جاری کی گئیں۔ محکمہ آبپاشی قائم کیا گیا جو تالاب وغیرہ تیار کروانے کا کام بھی کرتا تھا۔ (ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 209-210، دارالاشاعت کراچی 1991ء)

تا کہ زراعت بہتر ہو۔ تو اس طرح یہ چند کام تھے جو میں نے گنوائے بھی ہیں۔ ابھی ذکر حضرت عمرؓ کا چل رہا ہے ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوں گے۔

ایک اعلان بھی مَیں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ایک احمدیہ انسائیکلوپیڈیا بنائی گئی ہے جسے آج لانچ کیا جائے گا۔ یہ مرکزی شعبہ احمدیہ آرکائیوز اور ریسرچ سینٹر نے بنائی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے انہوں نے اس پر کام کا آغاز کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب یہ ویب سائٹ افراد جماعت کیلئے آن لائن مہیا کی جا رہی ہے۔ اس تک رسائی جو ہے وہ www.ahmadipedia.org پر ہو سکتی ہے جہاں ایک سرچ انجن کی طرز پر home page مواد تلاش کرنے کیلئے کھل جائے گا۔ اسے نہایت سادہ اور استعمال کیلئے آسان رکھا گیا ہے۔ جماعتی کتب، شخصیات، واقعات، عقائد اور عمارات کے حوالے سے بنیادی معلومات مہیا کی گئی ہیں۔ ہر انٹری کے ساتھ متعلقہ ویب سائٹس ویڈیوز اور جماعتی اخبارات سے مضامین کے لنک فراہم کیے گئے ہیں تا کہ تفصیلی معلومات ان ذرائع سے حاصل کی جا سکیں۔ تفصیلات کیلئے دیے گئے ان لنکس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ جماعت احمدیہ کی دیگر ویب سائٹس تک بھی صارفین کو رسائی حاصل ہوگی اور وہ تمام اخبارات اور رسائل سے استفادہ کر سکیں گے۔ دنیا بھر میں پھیلے احباب جماعت کے پاس بہت سی مفید معلومات ہیں جو کہیں ریکارڈ شدہ نہیں۔ احمدی پیڈیا کی ویب سائٹ پر ایک آپشن ”contribute“ کے نام سے بھی دی گئی ہے جہاں وہ کسی بھی موضوع پر اپنی معلومات یا شواہد یا دستاویزات مہیا کر سکیں گے۔ یہ نہیں کہ خود براہ راست ڈال دیں بلکہ وہ اس کی انتظامیہ کو مہیا کریں گے۔ اس مہیا کردہ مواد پر تحقیق اور تصدیق کے بعد اسے متعلقہ موضوع کی انٹری میں شامل کر دیا جائے گا۔ اس طرح یہ ویب سائٹ تمام جماعت کے تعاون سے جاری و ساری رہنے والا پراجیکٹ بنے گی اور ان شاء اللہ ہر احمدی کے لیے فائدہ مند ہوگی۔

اگر کسی کو ویب سائٹ پہ کوئی مطلوبہ مواد نہ ملے تو وہ احمدی پیڈیا سے رابطہ کر سکے گا اور پھر یہ لوگ ویب سائٹ پر مطلوبہ مواد مہیا کرنے کا انتظام کریں گے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ تمام معلومات مصدقہ ذرائع سے مہیا کی گئی ہیں تاہم اگر کسی صارف کے پاس ایسے شواہد ہوں جو کسی بھی معلومات کے برعکس ہوں تو ہمیں ایسے شواہد مہیا کریں تا کہ بعد تحقیق جماعت کی تاریخ کو مصدقہ طور پر محفوظ کرنے کا انتظام کیا جا سکے۔

اس ویب سائٹ کی تیاری کیلئے تمام ٹیکنیکل مراحل مرکزی شعبہ آئی ٹی نے بحسن و خوبی سرانجام دیے ہیں اور شعبہ آئی ٹی نے اسکیلئے بڑی محنت کی ہے جس میں ان کے مستقل عملے کے علاوہ والنٹیئرز بھی شامل ہیں۔ مواد کی تیاری کیلئے مرکزی شعبہ آرکائیو کے مربیان اور والنٹیئرز نے بڑی محنت کی ہے اور اس ویب سائٹ کیلئے ان سب نے، جو بھی یہ کام کرنے والے ہیں، حصول مواد، اردو سے ترجمہ، مواد کی اَپ لوڈنگ غرض تمام کاموں میں انتھک محنت سے کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا بھی دے۔ آج جمعہ کی نماز کے بعد ان شاء اللہ میں اسکو لانچ بھی کروں گا۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”ظاہری نماز اور روزہ اگر اس کے ساتھ
اخلاص اور صدق نہ ہو کوئی خوبی اپنے اندر نہیں رکھتا۔“

(ملفوظات، جلد 4، صفحہ 420)

طالبِ دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا
جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔“

(شہادت القرآن، روحانی خزائن، جلد 6 صفحہ 395)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

سیرت خاتم النّبیین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

قبل ازایں سیرت النبیؐ کے موضوع پر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی کتاب ''نبیوں کا سردارؐ'' قسطوار شائع ہو کر مکمل ہوگئی۔ الحمد للہ۔ اب اسی موضوع پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے رضی اللہ عنہ کی کتاب ''سیرت خاتم النّبیین'' حضور انور کی منظوری سے شائع کی جاتی ہے۔ احباب اس سے استفادہ فرمائیں۔ (ادارہ)

سیرتِ نبویؐ اور تاریخِ اسلام کے ابتدائی ماخذ

اسلام کا آغاز ایک ایسے زمانہ سے تعلق رکھتا ہے جو اکثر ملکوں کیلئے ایک غیر تاریخی زمانہ تھا جب کہ نہ صرف ابھی مطبع کی ایجاد عالمِ وجود میں نہیں آئی تھی بلکہ فنِ تحریر و تصنیف بھی ابھی بالکل ابتدائی مراحل میں تھا۔ معروف مسیحی سنہ کی رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ 570ء سے لے کر 632ء تک قرار دیا گیا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب کہ اکثر اقوامِ عالم فنِ تصنیف سے بالکل ناآشنا تھیں اور صرف ایسی قوموں میں کسی حد تک اس کا رواج پایا جاتا تھا جو کسی نہ کسی جہت سے علمی یا سیاسی رنگ میں ترقی یافتہ تھیں، لیکن جیسا کہ آگے چل کر بیان ہوگا، اسلام سے پہلے عرب کا ملک نہ صرف بیرونی دُنیا سے بالکل منقطع تھا بلکہ اندرونی تحریکات کے لحاظ سے بھی ہر قسم کی علمی اور سیاسی اور تمدنی تحریک سے کلیۃً خالی تھا، اس لیے گو اسلام سے پہلے بھی عرب میں بعض لکھے پڑھے لوگ پائے جاتے تھے مگر ان کا مبلغِ علم محض نوشت وخواند تک محدود تھا اور اسلام سے پہلے زمانہ کی کوئی عربی تصنیف یا اس زمانہ کے متعلق عرب کی تاریخ کا کوئی ریکارڈ محفوظ نہیں ہے۔ بے شک بعض قدیم اقوامِ عرب کے آثار و کتبات موجود ہیں، لیکن عرب جیسے ملک کی تاریخ کیلئے یہ ماخذ کسی صورت میں مربوط اور تفصیلی معلومات کی بنیاد نہیں بن سکتا۔

دوسرے درجہ پر ان قوموں اور حکومتوں کا ریکارڈ ہے جو اس زمانہ میں عرب کے پہلو میں واقع تھیں جن میں سلطنت ہائے روم و فارس خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان کے ساتھ چونکہ عرب کی حدود ملتی تھیں اس لیے ان حکومتوں کی تاریخ میں کہیں کہیں عرب کا ذکر بھی آ جاتا ہے، مگر لازماً یہ ذکر بہت مختصر ہے اور صرف جُزوی اُمور سے تعلق رکھتا ہے اور ملک کے اندرونی حالات کے متعلق اس ضمنی تذکرہ سے کوئی بصیرت پیدا نہیں ہوسکتی۔ اسی ذیل میں یہودی اقوام کی تاریخ اور بائیبل کا نام بھی لیا جاسکتا ہے جن میں کہیں کہیں عرب کے متعلق اشارات پائے جاتے ہیں۔

قبل از اسلام روایات واشعار

تیسرے درجہ پر خود عرب کی اندرونی روایات ہیں اور دراصل عرب کی تاریخ قبل از اسلام کیلئے یہی روایات بطور بنیاد کے ہیں۔ عرب میں فنِ تحریر وتصنیف کا رواج نہیں تھا لیکن زبانی روایات کو سینہ بہ سینہ محفوظ رکھنے کی طرف عام توجہ تھی اور اس غرض کیلئے عربوں کا حافظہ اس غضب کا تھا کہ اسکی مثال کسی دوسری قوم میں نظر نہیں آتی۔ ہر قبیلہ میں ایک خاص طبقہ ایسے لوگوں کا ہوتا تھا جو اپنے قبیلہ بلکہ آس پاس کے ہمسایہ قبیلوں کی تاریخ کو بھی پوری صحت اور وفاداری کے ساتھ یاد رکھتے تھے۔ اس فن کو عربوں میں علمِ انساب یعنی نسب ناموں کا علم کہتے تھے۔ تاریخ میں زمانہ قبل از اسلام کے کئی لوگوں کا نام اس فن کے ماہرین کے طور پر بیان ہوا ہے۔ اسی طرح یہ علم ایک نسل سے دوسری نسل تک اور دوسری سے تیسری تک چلتا چلا جاتا تھا اور ہر قبیلہ کی تاریخ اس کے راویوں کے سینوں میں محفوظ رہتی تھی۔

اسی ضمن میں ایک خاص ذریعہ قدیم تاریخ عرب کی حفاظت کا وہ اشعار بھی ہیں جو قبل از اسلام شاعروں نے کہے ہیں کیونکہ ان میں بھی خاص خاص حصے قبائلِ عرب کی تاریخ کے آ جاتے ہیں۔ اسلام سے پہلے زمانہ میں عربوں میں شعر کا فن اس کمال کو پہنچا ہوا تھا کہ بعض ناقدینِ شعر کی رائے میں باوجود اسلامی شعراء کی ترقی کے اسلامی زمانہ بھی بعض جہت سے اس کی مثال پیش نہیں کرتا۔ عربوں کی زندگی قبائلی تمدن کا رنگ رکھتی تھی۔ اور قریباً ہر قبیلہ میں کوئی نہ کوئی شاعر ہوتا تھا جو اپنے قبیلہ کے خاص خاص حالات کو اپنے زوردار بدویانہ اشعار میں محفوظ رکھتا تھا۔ اور عربوں کی عادت تھی کہ ان اشعار کو یاد رکھتے اور اپنی مجالس میں سُناتے رہتے تھے۔ زمانہ جاہلیت کے شعراء میں امراء القیس، نابغہ ذبیانی، زہیر، طرفہ، عنترہ، علقمہ، اعشیٰ، عمرو بن کلثوم، امیہ بن ابی صلت، کعب بن زہیر، لبید، حسّان بن ثابت، خنساء وغیرہ خاص شہرت رکھتے ہیں جن کے بہت سے اشعار آج تک محفوظ ہیں اور اس قدر حیرت انگیز فصاحت اور زورِ بیان اور قلمی مصوری کا نمونہ پیش کرتے ہیں کہ وہ اُس زمانہ کی کسی قوم اور کسی ملک کی شاعری میں نظر نہیں آتا۔ مذکورہ بالا شعراء میں سے مؤخر الذکر چار شاعر جن میں آخر الذکر ایک مشہور شاعرہ کا نام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تھے۔

ہمارا یہ بیان کہ عربوں کی تاریخ قبل از اسلام زبانی روایتوں میں محفوظ تھی بعض ناواقف لوگوں کو تعجب میں ڈالے گا کہ ایک وسیع ملک کی تاریخ جو سینکڑوں سالوں پر پھیلی ہوئی ہو محض زبانی روایتوں میں کس طرح محفوظ رہ سکتی ہے؟ لیکن ہمارے ناظرین کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ اقوامِ عالم کی تاریخ اسی قسم کی زبانی روایات تک محدود ہوتی تھی۔ صرف فرق یہ ہے کہ جہاں بہت سی قوموں میں یہ روائتیں ایک غیر محفوظ صورت میں زبان زدِ خاص و عام تھیں اور بعد میں تاریخی زمانہ میں آ کر وہ جس صورت میں پائی گئیں، جمع کر لی گئیں۔ وہاں اس غیر تاریخی زمانہ میں بھی عربوں میں ان روایتوں کی حفاظت کا بہت سی دوسری قوموں کی نسبت بہتر انتظام تھا۔ کیونکہ ان میں یہ دستور تھا کہ اپنے قبیلہ کی تاریخ کو روایات یا اشعار کے ذریعہ یاد رکھتے تھے اور یہ بتایا جا چکا ہے کہ عربوں کا حافظہ اس غرض کیلئے خاص طور پر ترقی یافتہ تھا۔ بہرحال عرب کی قبل از اسلام تاریخ کیلئے عربوں کی زبانی روایات جو بعد میں تحریری طور پر بھی ضبط میں آ گئیں، سب سے بڑا ماخذ ہیں اور چونکہ ان کی مدد کے بغیر قدیم تاریخِ عرب کا ڈھانچہ تیار نہیں کیا جاسکتا، اس لیے کوئی مؤرخ انہیں نظر انداز نہیں کرسکتا۔ ان روایات کا تحریری ضبط بعد کی کئی کتابوں میں موجود ہے، مگر سب سے زیادہ مکمل صورت میں مشہور اسلامی مؤرخ ابوجعفر محمد ابنِ جریر طبری کی تاریخ میں پایا جاتا ہے جس میں اس منتشر مواد کے بیشتر حصہ کو ایک مربوط صورت میں ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے اور بعد کی اکثر کتابیں کم وبیش اسی مجموعہ کی خوشہ چین ہیں۔

اسلام کی آمد سے عرب کی تاریخ میں ایک بالکل نئے باب کا آغاز ہوا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نے عرب کی سوئی ہوئی طاقتوں کو اس طرح بیدار کر دیا تھا، جیسے ایک گہری نیند سویا ہوا شخص کسی اچانک شور سے چونک کر بیدار ہو جائے۔ اور اس وقت سے عرب کی تاریخ میں بھی ایک انقلابی صورت پیدا ہوگئی۔ جیسے کہ ایک تاریکی میں چھپی ہوئی چیز یک لخت سورج کی تیز روشنی کے سامنے آ جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وسوانح اور آغازِ اسلام کی تاریخ کے متعلق اس قدر مضبوط تاریخی مواد موجود ہے کہ یقیناً اس سے بڑھ کر آج تک کسی مذہب اور کسی بانی مذہب کو نصیب نہیں ہوا۔ یہ مواد متعدد صورتوں میں پایا جاتا ہے اور ہم ان مختلف صورتوں کا ایک اجمالی نقشہ ذیل کے اوراق میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

قرآن شریف

سب سے اوّل نمبر پر اسلامی تاریخ کا وہ مضبوط قلعہ ہے جو قرآن شریف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق قرآن شریف کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف خُدا کا کلام ہے جو محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر بصورت وحی نازل ہوا۔ یہ نزول آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تیئیس سالہ نبوت کی زندگی پر پھیلا ہوا تھا۔ یعنی الہام سے ہی آپ کے دعویٰ کی ابتداء ہوئی اور قرآن شریف کا آخری حصہ اس وقت نازل ہوا جب کہ آپؐ کی وفات بالکل قریب تھی۔ اس طرح اگر آپؐ کی نبوت کے مجموعی ایام کے مقابلہ پر قرآنی آیات کی مجموعی تعداد کو رکھ کر دیکھا جائے تو روزانہ نزول کی اوسط ایک آیت سے بھی کم بنتی ہے کیونکہ جہاں آپؐ کی نبوت کے ایام کم وبیش سات ہزار نو سو ستر بنتے ہیں وہاں قرآنی آیات کی تعداد صرف چھ ہزار دو سو چھتیس ہے اور چونکہ قرآنی الفاظ کی مجموعی تعداد ستتر ہزار نو سو چونتیس ہے اس لیے فی آیت بارہ الفاظ کی اوسط ہوئی جس سے روزانہ نزول کی اوسط کم و بیش نو لفظ سمجھی جاسکتی ہے۔ ان اعداد وشمار سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف بہت ہی آہستہ آہستہ نازل ہوا تھا اور گویہ درست ہے کہ قرآن شریف کے نزول میں بعض اوقات ناغے بھی آ جاتے تھے اور بعض دوسرے ایام میں ایک ہی وقت میں متعدد آیات اکٹھی نازل ہو جاتی تھیں۔ لیکن پھر بھی قرآن شریف کبھی بھی ایک وقت میں اتنی مقدار میں نازل نہیں ہوا کہ اُسے لکھ کر محفوظ کرنے یا ساتھ ساتھ یاد کرتے جانے میں کوئی مشکل محسوس ہوئی ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ جو جو آیات قرآن شریف کی نازل ہوتی جاتی تھیں انہیں ساتھ ساتھ لکھواتے جاتے اور خدائی تفہیم کے مطابق ان کی ترتیب بھی خود مقرر فرماتے جاتے تھے۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل حدیث بطور مثال کے پیش کی جاسکتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَانَزَلَ عَلَيْهِ شَيْءٌ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُوْلُ ضَعُوْا هٰؤُلَآءِ الْاٰيَاتِ فِي سُوْرَةِ الَّتِيْ يَذْكُرُ فِيْهَا كَذَا وَكَذَا فَاِذَانَزَلَتْ عَلَيْهِ الْاٰيَةُ فَيَقُوْلُ ضَعُوا هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِي السُّوْرَةِ الَّتِيْ يَذْكُرُ فِيْهَا كَذَاوَكَذَا۔ ''یعنی حضرت ابنِ عباس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان خلیفہ ثالث (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کاتبِ وحی رہ چکے تھے) فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کوئی آیات اکٹھی نازل ہوتی تھیں تو آپؐ اپنے کاتبانِ وحی میں سے کسی کو بُلا کر ارشاد فرماتے تھے کہ ان آیات کو فلاں سورۃ میں فلاں جگہ لکھو اور اگر ایک ہی آیت اُترتی تھی تو پھر بھی اسی طرح کسی کاتبِ وحی کو بُلا کر اور جگہ بتا کر اسے تحریر کروا دیتے تھے۔''

جن صحابہ سے کاتبِ وحی کا کام لیا جاتا تھا اُن کے نام اور حالات تفصیل وتعیین کے ساتھ تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ان میں سے زیادہ معروف صحابہ یہ تھے۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، زبیر بن العوام، شرجیل بن حسنہ، عبداللہ بن رواحہ، ابی بن کعب اور زید بن ثابت۔ اس فہرست سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائے اسلام سے ہی ایک معتبر جماعت قرآنی وحی کے قلمبند کرنے کیلئے میسر رہی تھی اور اس طرح قرآن شریف نہ صرف ساتھ ساتھ تحریر میں آتا گیا تھا بلکہ ساتھ ہی ساتھ اسکی موجودہ ترتیب بھی جو بعض مصالح کے ماتحت نزول کی ترتیب سے جُدا رکھی گئی ہے قائم ہوتی گئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کہ نزولِ قرآن مکمل ہو چکا تھا حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اوّل نے حضرت عمرؓ کے مشورہ سے زید بن ثابت انصاری کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبِ وحی رہ چکے تھے حکم فرمایا کہ وہ قرآن شریف کو ایک باقاعدہ مصحف کی صورت میں اکٹھا لکھوا کر محفوظ کر دیں۔ چنانچہ زید بن ثابت نے بڑی محنت کے ساتھ ہر آیت کے متعلق زبانی اور تحریری ہر دو قسم کی پختہ شہادت مہیا کر کے اسے ایک باقاعدہ مصحف کی صورت میں اکٹھا کر دیا۔ اس کے بعد جب اسلام مختلف ممالک میں پھیل گیا تو پھر حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث کے حکم سے زید بن ثابت کے جمع کردہ نسخہ کے مطابق قرآن شریف کی متعدد مستند کاپیاں لکھوا کر تمام اسلامی ممالک میں بھجوا دی گئیں۔

دوسری طرف قرآن شریف کے حفظ کرانے کا ایسا انتظام تھا کہ اس کے نزول کے ساتھ ساتھ صحابہ کی ایک جماعت اُسے مقرر کردہ ترتیب کے مطابق حفظ کرتی جاتی تھی اور گو جُزوی طور پر حفظ کرنے والوں کی تعداد تو بہت زیادہ تھی مگر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانہ میں سارے قرآن کے حافظ بھی کافی تعداد میں موجود تھے جن میں سے کم از کم چار ایسے تھے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تجربہ کر کے اور ہر طرح قابلِ اِعتماد پا کر دُوسرے صحابہ کی تعلیم کیلئے مقرر فرمایا تھا اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی وفات کے بعد تو جب کہ قران شریف مکمل ہو کر ایک مصحف کی صورت میں آچکا تھا، حفاظِ قرآن کی تعداد نے ایک حیرت انگیز رفتار کے ساتھ ترقی کی کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں صرف ایک جگہ کی اسلامی فوج میں تین سو سے زائد حافظِ قرآن موجود تھے۔ ان اسباب کے نتیجہ میں جن کے پیچھے خدائی حفاظت کا ہاتھ کام کر رہا تھا، ابتدائے اسلام سے ہی قرآن شریف کا متن ہر قسم کی تحریف اور دست بُرد کے خطرہ سے محفوظ ہو گیا تھا۔ اور اس زمانہ کے

باقی صفحہ 9 پر ملاظہ فرمائیں

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔رضی اللہ عنہ)

(351) **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔میاں عبداللہ صاحب سنوری نے مجھ سے بیان کیا کہ شروع شروع میں حافظ حامد علی صاحب مرحوم حضرت صاحب کو مہندی لگایا کرتے تھے۔بعض اوقات میں بھی حاضر ہوتا تھا تو حضرت صاحب کمال سادگی کے ساتھ میرے ساتھ گفتگو فرمانے لگ جاتے تھے جس کا اثر یہ ہوتا تھا کہ بات چیت کی وجہ سے چہرہ میں کچھ حرکت پیدا ہوتی تھی اور مہندی گرنے لگ جاتی تھی۔اس پر بعض اوقات حافظ حامد علی صاحب مرحوم عرض کرتے تھے کہ حضور ذرا دیر بات چیت نہ کریں مہندی ٹھہرتی نہیں ہے۔میں لگا کر باندھ لوں تو پھر گفتگو فرمائیں۔حضرت صاحب تھوڑی دیر خاموش رہ کر پھر کسی خیال کے آنے پر گفتگو فرمانے لگ جاتے تھے۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعد میں کچھ عرصہ میاں عبداللہ نائی اور آخری زمانہ میں میاں عبدالرحیم نائی حضرت صاحب کو مہندی لگاتے تھے نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب میاں عبداللہ صاحب نے یہ روایت بیان کی تو حضرت صاحب کی یاد نے ان پر اس قدر رقت طاری کی کہ وہ بے اختیار ہو کر رونے لگ گئے۔یہ محبت کے کرشمے ہیں۔بسا اوقات ایک معمولی سی بات ہوتی ہے مگر چونکہ وہ ایک ذاتی اور شخصی رنگ رکھتی ہے اور اس سے محبوب کے عادات واطوار نہایت سادگی کے ساتھ سامنے آجاتے ہیں اس لئے وہ بعض دوسری بڑی اور اہم باتوں کی نسبت دل کو زیادہ چوٹ لگاتی ہے۔

(352) **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔حافظ نور محمدؐ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا یہ جو حدیث میں مرقوم ہے کہ اگر انسان اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، یہ کیا مسئلہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ شرمگاہ بھی تو جسم ہی کا ایک ٹکڑا ہے اس لئے یہ حدیث قوی نہیں معلوم ہوتی۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر یہ روایت درست ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کا یہ قول درست نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ بات آنحضرت ﷺ کے منہ سے نکلی ہوئی معلوم نہیں ہوتی اور حدیث میں روایتاً کوئی ضعف ہوگا۔واللہ اعلم

(353) **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔حافظ نور محمدؐ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے گاؤں فیض اللہ چک میں تشریف لے گئے اور ہماری متصلہ مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور بوقت مغرب بڑی مسجد میں لوگوں کے اصرار سے جا کر نماز پڑھائی۔اس کے بعد آپ موضع تھہ غلام نبی میں تشریف لے گئے کیونکہ وہاں آپ کی دعوت تھی۔

(354) **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔حافظ نور محمدؐ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جس وقت میرے والد صاحب مرحوم کا انتقال ہوا تو اس کے بعد میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ حافظ صاحب اب بجائے والدین کے اللہ تعالیٰ کو سمجھو وہی تمہارا کارساز اور متکفل ہوگا۔چنانچہ تا حال اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور ذرہ نوازی سے میری دستگیری فرمائی ہے۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایک عجیب حقیقت ہے کہ انبیاء اور اولیا کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ایک زندہ چیز ہوتی ہے جس کی زندگی کو دیکھنے والا اسی طرح محسوس کرتا ہے جس طرح دوسری جاندار چیزوں کی زندگی دیکھی اور محسوس کی جاتی ہے اور ایسا نہیں ہوتا کہ ان کے نزدیک گویا خدا کا وجود ایک علمی دریافت ہے جس سے اگر کوئی شخص علمی فائدہ اُٹھانا چاہے تو اُٹھالے اور بس بلکہ ان لوگوں کا تعلق خدا تعالیٰ کیساتھ ایسا ہی محسوس و مشہود ہوتا ہے جیسا کہ دو رشتہ داروں کا یا دو دوستوں کا باہمی تعلق ہوتا ہے۔میرا یہ مطلب نہیں کہ خدا کا تعلق اس درجہ یا اس قسم کا ہوتا ہے جیسا کہ دوستوں یا رشتہ داروں کا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ محسوس و مشہود ہونے میں وہ اسی نوعیت کا ہوتا ہے جیسا کہ دنیاوی تعلقات ہوتے ہیں۔یعنی دیکھنے والا محسوس کرتا ہے کہ جس طرح ان لوگوں کا اپنے والدین اور بھائیوں، بہنوں اور بیوی بچوں اور دوستوں کے ساتھ ایک تعلق ہے اسی طرح اس ہستی کیساتھ بھی جسے خدا کہتے ہیں ان کا ایک معین تعلق ہے۔گو وہ اپنے درجہ عمق یا وسعت میں دنیوی تعلقات سے ہزار درجے بڑھ کر ہو اور یہ تعلق ان لوگوں کی عملی زندگی کے تمام شعبوں میں بلکہ ہر حرکت وسکون اور قول و فعل میں اسی طرح (گو درجہ میں بہت بڑھ چڑھ کر) محسوس طور پر اثر ڈالتا ہوا نظر آتا ہے جیسا کہ دنیوی تعلقات اثر ڈالتے ہیں یعنی جس طرح ایک شخص اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ میل ملاقات رکھتا ہے ان سے اپنے معاملات میں مشورہ لیتا ہے کسی ضرورت یا تکلیف اور مصیبت کے وقت ان سے مدد چاہتا ہے ان کیلئے اپنے دل میں محبت رکھتا ہے اور ان کے دل میں اپنی محبت کو پاتا ہے ان کے مفاد کو اپنے مفاد سمجھتا ہے اور ان کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتا ہے ان کی خوشیوں اور غموں میں ان کا شریک حال ہوتا ہے۔وغیرہ ذالک۔گویا اپنی کوئی الگ انفرادی زندگی نہیں گزارتا بلکہ ان کے ساتھ مل کر ایک متحدہ حیات کا منظر پیش کرتا ہے اسی طرح انبیاء اور اولیا کا تعلق جو وہ ذات باری تعالیٰ کے ساتھ رکھتے ہیں ایک زندہ حقیقت کا حکم رکھتا ہے اور ہر دیکھنے والا محسوس کر سکتا ہے کہ جس طرح کسی کا کوئی باپ ہوتا ہے اور کوئی بیٹا، کوئی بیوی اور کوئی بھائی اور کوئی دوست اسی طرح انبیاء و اولیاء اور صالحین خدا کے ساتھ ایک رشتہ رکھتے ہیں جو خواہ خادم و آقا والا ہی رشتہ ہے مگر محبت و وفاداری میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔میں اپنے اندر ایک عجیب حالت محسوس کرتا ہوں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام '' اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ '' کے نزول کے حالات کو پڑھتا ہوں۔آپ کے والد ماجد بیمار ہوتے ہیں اور آپ کو الہام ہوتا ہے کہ '' وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ '' یعنی آج شام کو ان کی دنیوی زندگی کا خاتمہ ہے۔آپ ان بوجھوں کو دیکھ کر جو والد کی وفات سے آپ پر پڑنے والے تھے کچھ فکر مند ہوتے ہیں اور ایک لحظہ نظر کیلئے خیال آتا ہے کہ بعض وجوہ معاش والد کی زندگی کے ساتھ وابستہ ہیں وہ فوت ہو جائیں گے تو پھر کیا ہوگا۔اس پر جھٹ دوسرا الہام نازل ہوتا ہے۔'' اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ '' یعنی اے میرے بندے! کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ تیرا ربّ تیری دستگیری کیلئے کافی نہیں ہے؟ اللہ۔اللہ کیا ہی محبت بھرا کلام ہے۔کوئی سمجھتا ہوگا کہ یہ زجر کا کلمہ ہے۔مگر جو ایسا خیال کرتا ہے۔میں اسے محبت کے کوچہ سے محض ہاں بالکل محض نا آشنا خیال کرتا ہوں کیونکہ میرے نزدیک ایسے موقعہ پر اظہار محبت کے واسطے اس سے زیادہ مناسب اور بہتر الفاظ چنے نہیں جا سکتے تھے۔یہ ایسا ہی کلام ہے جیسا کہ مثلاً کسی کا کوئی دور کا رشتہ دار کسی سے جدا ہونے لگے تو وہ اس پر کرب کا اظہار کرے اور یہ سمجھنے لگے کہ اب گویا میرا کوئی پوچھنے والا نہیں رہا۔حالانکہ اس کا حقیقی باپ جو اسے دل وجان سے چاہتا ہو اس کے پاس موجود ہو۔ایسے وقت میں باپ اپنے اس گھبرائے ہوئے بیٹے سے کیا کہے گا یہی نا کہ بیٹا کیا تو اپنے باپ کی محبت کو بھول گیا۔کیا تیرا یہ دور کا رشتہ دار تجھ سے تیرے اپنے باپ کی نسبت زیادہ محبت رکھتا ہے اور تیری زیادہ خبر گیری کر سکتا ہے؟ پس خدا کا یہ کلام بھی اسی طرح کا ہے کہ اے میرے بندے! کیا ہم تجھے تیرے باپ کی نسبت کم چاہتے ہیں جو تو ہمارے ہوتے ہوئے باپ کے فوت ہونے پر اس طرح گھبراہٹ کا اظہار کرتا ہے؟ پس یہ ایک محبانہ کلام ہے جس کا ہر لفظ عشق ومحبت میں ڈوبا ہوا ہے اور اگر کوئی دوسرا طریق کلام کا اختیار کیا جاتا جس میں یہ استفہامیہ طریق نہ ہوتا تو وہ ہرگز اس محبت کا حامل نہیں ہو سکتا تھا جو کہ موجودہ الفاظ سے ظاہر ہو رہی ہے۔پس اس الہام میں کوئی ایما نیات کا سوال نہیں ہے یعنی محض علمی طور پر اس بات کی طرف توجہ دلانا مقصود نہیں ہے کہ خدا اپنے بندوں کی دستگیری فرمایا کرتا ہے اور اے میرے بندے تو اس حقیقت سے غافل نہ ہو بلکہ اس محبت کا اظہار مقصود ہے جو ذات باری تعالیٰ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ تھی اور ایک محبت آمیز گلہ کے طریق پر اس گھبراہٹ کا دور کرنا مقصود ہے جو ایک عارضی خیال کے طور پر حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں والد کی وفات کی خبر پا کر پیدا ہوئی تھی اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اب پوری طرح خدا کی محبت کا مزا چکھ چکے تھے اور اس شراب طہور کے نشہ میں متوالے ہو چکے تھے جو خدائے قدوس کے اپنے ہاتھوں نے تیار کر کے آپ کے سامنے پیش کی تھی اس لئے حافظ نور احمدؐ کے والد کی وفات پر آپ کو اس سے بہتر عزا پرسی کا طریق نہ سوجھا کہ حافظ صاحب اگر اب تک آپ ایسا نہ سمجھتے تھے تو کم از کم اب سے ہی اپنے ربّ کو اپنے والد کی جا بجا سمجھو اور اسی کو اپنی امیدوں اور اپنی محبت کا تکیہ گاہ بناؤ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ وہ نکتہ ہے جسے جس نے سمجھا وہ فلاح پا گیا۔اے میرے آقا ومولا! مجھے کوئی حق نہیں ہے کہ تجھ سے کچھ مانگوں کیونکہ تیرا کوئی حق ادا کروں تو مانگتے ہوئے بھی بھلا لگتا ہوں۔مگر تو خود کہتا ہے کہ مانگو اور تو نے یہ شرط نہیں لگائی کہ نیک شخص مانگے اور عاصی نہ مانگے پس اپنے پاک مسیح کی طفیل جس سے کچھ دوری کی نسبت رکھتا ہوں مجھ پر بھی اپنی محبت کا ایک چھینٹا ڈال تا کہ ان مردہ ہڈیوں میں کچھ جان آئے اور اس پیاسے اور جھلسے ہوئے دل میں کوئی تازگی پیدا ہو اور اے مجھے اپنی مرضی سے نیست سے ہست میں لانے والے ایسا نہ کر ہاں تجھے تیری ذات کی قسم ایسا نہ کر کہ میں اپنی شامت اعمال کی وجہ سے تیرے دروازے سے خالی ہاتھ لوٹ جاؤں۔

(355) **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔مولوی قطب الدین صاحب طبیب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلی دفعہ لدھیانہ تشریف لے گئے تھے، اُس وقت میں لدھیانہ میں ہی تھا اور پڑھا کرتا تھا۔مجھے حضور کے آنے کی خبر ہوئی تو میں بھی حضور کو دیکھنے کیلئے سٹیشن پر گیا تھا جہاں میر عباس علی اور قاضی خواجہ علی صاحب اور نواب علی محمدؐ صاحب آپ کے استقبال کیلئے گئے ہوئے تھے۔چنانچہ میں نے پہلی دفعہ حضرت صاحب کے ساتھ سٹیشن لدھیانہ پر ہی ملاقات کی اور پھر اس کے بعد کئی دفعہ حضور کے جائے قیام پر بھی حاضر ہوتا رہا اور میں نے جب پہلی دفعہ حضرت صاحب کو دیکھا تو میرے دل پر ایسا اثر ہوا کہ گویا میرا جسم اندر سے بالکل پگھل گیا ہے اور قریب تھا کہ میں بیہوش ہو کر گر جاتا مگر سنبھلا رہا۔پھر اسکے بعد میں حضرت صاحب کی ملاقات کیلئے قادیان بھی آتا رہا۔اس وقت تک ابھی صرف مجددیت کا دعویٰ تھا اور بیعت کا سلسلہ بھی شروع نہ ہوا تھا۔اور جب میں پہلی دفعہ قادیان آیا تو اس وقت مسجد مبارک کی تعمیر شروع تھی اور جس دن حضرت صاحب کے کرتہ پر سرخی کے چھینٹے پڑنے کا واقعہ ہوا اس دن بھی میں قادیان میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

بقیہ سیرت خاتم النبیین از صفحہ 8

بعد تو اس کے مستند نسخے اس طرح مختلف ممالک میں پھیل گئے اور حفاظ قرآن کی تعداد اتنی زیادہ ہو گئی کہ تحریف کا امکان ہی باقی نہیں رہا۔اور جیسا کہ دوست و دشمن سب نے تسلیم کیا ہے اس بات میں ذرہ بھر بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ آج کا قرآن بغیر کسی زیر و زبر کے فرق کے وہی ہے جو آج سے تیرہ سو سال قبل آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا تھا۔اس بارہ میں مثال کے طور پر بعض عیسائی محققین کی رائے درج ذیل کی جاتی ہے:

سر ولیم میور لکھتے ہیں: '' دنیا کے پردے پر غالباً قرآن کے سوا کوئی اور کتاب ایسی نہیں جو بارہ سو سال کے طویل عرصہ تک بغیر کسی تحریف اور تبدیلی کے اپنی اصلی صورت میں محفوظ رہی ہو۔''

پھر لکھتے ہیں: '' ہماری اناجیل کا مسلمانوں کے قرآن کے ساتھ مقابلہ کرنا جو بالکل غیر محرف و مبدّل چلا آیا ہے دو ایسی چیزوں کا مقابلہ کرنا ہے جنہیں آپس میں کوئی بھی نسبت نہیں۔''

پھر لکھتے ہیں: '' اس بات کی پوری پوری اندرونی اور بیرونی ضمانت موجود ہے کہ قرآن اب بھی اُسی شکل و صورت میں ہے جس میں کہ محمدؐ نے اُسے دُنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔''

پھر لکھتے ہیں: '' ہم یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کی ہر آیت محمدؐ سے لے کر آج تک اپنی اصلی اور غیر محرف صورت میں چلی آتی ہے۔''

نولڈ کی جو جرمنی کا ایک نہایت مشہور عیسائی مستشرق گذرا ہے اور جو اس فن میں گویا اُستاد مانا گیا ہے قرآن شریف کے متعلق لکھتا ہے کہ: '' آج کا قرآن بعینہٖ وہی ہے جو صحابہ کے وقت میں تھا۔'' پھر لکھتا ہے: '' یورپین علماء کی یہ کوشش کہ قرآن میں کوئی تحریف ثابت کریں قطعاً ناکام رہی ہے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 3 تا 8، مطبوعہ 2006 قادیان)

......☆......☆......☆......

جلسہ کی غرض حصولِ تقویٰ ہے، تقویٰ ہر فتنہ سے بچنے کیلئے حصن حصین ہے، جلسہ کا مقصد یہ ہے کہ تقویٰ میں ترقی ہو

نماز کو چھوڑ کر ذکر الٰہی کوئی چیز نہیں، یہ بھی درست نہیں کہ نماز کافی ہے اور ذکر الٰہی کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ نماز تو ذکر الٰہی کی عادت ڈالتی ہے

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرو، حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑو، خلافت کا دائمی نظام بھی حبل اللہ ہے

اس رسّی کو پکڑنے والا وہ ہے جو عبادت کی طرف توجہ کرتا ہے، خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کیلئے ہمیشہ دعائیں کرتے رہیں

آج اُمّتِ مسلمہ میں صرف جماعت احمدیہ ہے جو خلافت کی وجہ سے محبت و پیار کا نمونہ پیش کر رہی ہے

حدیقۃ المہدی کے وسیع اور خوبصورت مرکز میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے 43ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 24 جولائی 2009ء کو
سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پُرحکمت نصائح پر مشتمل افتتاحی خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ کے انعقاد کی جو اغراض بتائی ہیں اُن کو اگر مختصر الفاظ میں بیان کیا جائے تو وہ تقویٰ کا قیام ہے۔

تقویٰ کیا ہے؟ لغات میں لکھا ہے کہ اسکے معنی ہیں ’’اپنے آپ کو گناہوں اور مشکلات سے بچانا۔‘‘ تقویٰ کو اس طرح بھی واضح کیا گیا ہے کہ ایک شخص جو کانٹے دار جھاڑیوں میں سے گزر رہا ہو اور ہر ممکن کوشش کر رہا ہو کہ اُسکے کپڑے ان کانٹے دار جھاڑیوں میں الجھ کر پھٹنے سے بچ جائیں۔

ایک عرب شاعر نے اس کو یوں بیان کیا ہے ؎

خَلِّ الذُّنُوْبَ صَغِیْرَھَا
وَ کَبِیْرَھَا ذَاكَ التُّقٰی
وَاصْنَعْ کَمَاشٍ فَوْقَ
اَرْضِ الشَّوْكِ یَحْذَرُ مَا یَرٰی
لَا تَحْقِرَنَّ صَغِیْرَۃً
اِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحَصٰی

(تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر جلد اول صفحہ 75 زیر آیت سورۃ البقرۃ آیت 3 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

یعنی ہر چھوٹے اور بڑے گناہ سے بچو یہ تقویٰ ہے اور اس طرح عمل کرو جس طرح وہ شخص احتیاط کرتا ہے جو کانٹے دار جھاڑیوں کے درمیان چل رہا ہو اور اُس چیز سے محتاط ہو جسے وہ دیکھتا ہے۔ چھوٹے گناہوں کو بھی معمولی نظر سے نہ دیکھو کیونکہ پہاڑ بھی چھوٹے کنکروں سے اور پتھروں سے مل کر بنتے ہیں۔

پھر ایک لغت مفردات میں لکھا ہے کہ کبھی کبھی تقویٰ اور خوف ایک دوسرے کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ (معجم مفردات الفاظ القرآن لامام راغب زیر مادہ ’’وقی‘‘)

جیسا کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ (البقرۃ: 282) اُس دن سے ڈرو جب تمہیں اللہ کے حضور لوٹایا جائے گا۔ پھر ایک جگہ فرمایا۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ (آل عمران: 103) یعنی اللہ سے ڈرو، جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور ساتھ ہی فرمایا وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران: 103) اور نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پوری طرح فرمانبردار ہو۔ یعنی اس بات کا خیال رکھو کہ تمہیں فرمانبرداری کی حالت میں موت آئے۔ موت کے آنے کا وقت تو کسی کو نہیں پتہ۔ پس اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے ہمیشہ تقویٰ کی راہوں پر چلو۔ کوئی لمحہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اُس کے احکامات سے دور لے جانے والا اور غافل کرنے والا نہ ہو۔ اور یہ اُسی وقت ہو سکتا ہے کہ اس بات پر کامل یقین ہو کہ موت کے بعد میں پوچھا جاؤں گا، میری جواب طلبی ہوگی اور جب اس بات پر یقین ہوگا تو تقویٰ پر چلنے اور کامل فرمانبرداری دکھانے کی ایک مومن کوشش کرے گا اور کرتا ہے۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ میں جہاں ہمیں اس طرف توجہ رہتی ہے کہ ہم اپنے مقصد پیدائش کو سامنے رکھیں اور جو ہمارے فرائض ہیں اُنہیں ادا کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں، وہاں اس طرف بھی توجہ جاتی ہے کہ اگر ہم اس کوشش کی طرف قدم بڑھانے والے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کا رحم اور بخشش ہمارے شامل حال ہوگی۔

ایک حدیث میں آتا ہے، حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص کوئی نیکی کرتا ہے اُس کو دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب دوں گا۔ اور اگر برائی کرتا ہے تو اُس برائی کے برابر جزا دوں گا یا اُسے بخش دوں گا اور جو شخص ایک بالشت میرے قریب آتا ہے مَیں ایک گز اُسکے قریب ہوتا ہوں اور جو ایک گز میرے قریب ہوتا ہے، مَیں دو گز اُسکے قریب ہوتا ہوں۔ اور جو میرے پاس چلتے ہوئے آتا ہے، مَیں اُس کے پاس دوڑتے ہوئے جاتا ہوں اور اگر کوئی شخص دنیا بھر کے گناہ لے کر میرے پاس آئے گا بشرطیکہ اُس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو مَیں اُسکے ساتھ اتنی ہی بڑی بخشش اور مغفرت سے پیش آؤں گا اور اُسے معاف کر دوں گا۔ (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء...... باب فضل الذکر والدعاء...... حدیث: 2687)

پس یہ کوشش ہے جو ہر مومن کو کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے۔

اس بارے میں ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کرنی چاہئے اور کبھی نافرمان نہیں ہونا چاہئے۔ ہمیشہ اُس کا شکر گزار ہونا چاہئے اور کبھی ناشکر گزار نہیں ہونا چاہیے۔ اور ہمیشہ اُس کو یاد رکھنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھولنا نہیں چاہئے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی جلد 9 صفحہ 92 من مناقب ابن مسعود حدیث 8502 مطبوعہ دار احیاء التراث 2002)

یہ معیار ہیں جو تقویٰ کے بڑھانے کا باعث بنتے ہیں۔ اگر یہ باتیں ہمارے پیشِ نظر رہیں اور ہم خدا تعالیٰ کی طرف نہ صرف یہ کہ چل کر جائیں بلکہ دوڑ کر جائیں اور اُسکی رضا کے حصول کی کوشش کریں، اُس سے چمٹنے کی کوشش کریں تو پھر خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے بندے سے بے انتہا بخشش اور مغفرت کا سلوک فرمائے گا۔

پس ہم میں سے ہر ایک کی کوشش ہونی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کامل فرمانبردار بنے۔ شکر گزاری کے جذبات سے ہمیشہ بھرے رہنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ کے بیشمار انعامات کو ہمیشہ یاد رکھے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہوئے اُس کے ذکر سے اپنی زبانوں کو تر رکھنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ یعنی اللہ کی یاد یقینا سب کاموں سے بڑی ہے۔ اور آیت کا یہ حصہ کہ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران: 103) اور نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو، کا بھی یہی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہمیشہ تمہارے پیشِ نظر رہے کیونکہ سب سے بڑی چیز یہی ہے جس کے حصول کی تمہیں کوشش کرنی چاہئے۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ کی یاد ہمیشہ ہمیں ہر چیز سے مقدم نہ ہو، نہ ہی ہم کامل فرمانبردار ہو سکتے ہیں، نہ ہی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اُسکی طرف قدم بڑھانے والے کہلا سکتے ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ موت کے وقت کا کسی کو علم نہیں اور جب علم نہیں تو مرنے کے بعد سوال جواب، جزا سزا کا خوف ایک مومن بندے کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تقویٰ پر قدم مارنے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور توجہ دلانے والا ہونا چاہئے۔ اور جب یہ خوف ہوگا اور اپنی بساط کے مطابق عاجز بندہ اپنے خدا کو یاد کرنے کی کوشش بھی کر رہا ہوگا تو خدا جس کی رحمت ہر شے پر حاوی ہے اُس بندے کو موت بھی اُس وقت دے گا جب وہ زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور بخشش سے حصہ پانے والا ہوگا۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنی بے انتہا وسیع رحمتوں کے اعلان کے باوجود جب عبادات اور اعمالِ صالحہ بجالانے پر قرآنِ کریم میں کثرت سے زور دیا ہے تو وہ اس لئے ہے کہ انسان اپنی سی کوشش جو کر سکتا ہے وہ کرے پھر بخشش اور مغفرت کے سامان اللہ کی رحمت اور فضل سے ہونے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی غلطیوں اور گناہوں کی اُسکے برابر سزا دیتا ہے جتنی غلطیاں ہوں۔ لیکن فرماتا ہے نیکیوں کی جزا دس گنا بلکہ سینکڑوں گنا تک بھی دے دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا وارث انسان اپنے نیک اعمال کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی وسیع تر رحمت اور فضل سے ہوتا ہے۔ لیکن اس کیلئے کوشش اور نیک نیتی سے کوشش کرنا انسان کا کام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کو خوب جانتا ہے۔ اس لئے انسان کو اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے دلوں کے جائزے بھی لینے چاہئیں۔ اور یہ کوشش اُس وقت ہوگی جب دل میں تقویٰ ہوگا۔ یہ جائزے اُس وقت ہوں گے جب تقویٰ کی طرف قدم بڑھ رہے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تقویٰ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’قرآنِ شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کیلئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کیلئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کیلئے حرکت دیتی ہے اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کیلئے سلامتی کا تعویذ ہے۔ اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کیلئے حصنِ حصین ہے۔‘‘

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

پھر فرمایا: ’’عُجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بد اخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 50، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اس زمانے میں چاروں طرف دنیا داری اور فتنوں کا زور ہے۔ بعض فتنے مذہب کا لبادہ اوڑھ کر دین کے نام نہاد عالموں نے اس لئے برپا کئے ہوئے ہیں کہ تقویٰ کی کمی ہے۔ آج پاکستان دیکھ لیں، افغانستان دیکھ لیں، یہی کچھ ہے۔ مسلمان کہلانے کے باوجود مذہب کے نام پر جتنا خون کیا جا رہا ہے وہ سب اسلام کے نام پر دھبہ ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے خطبہ میں بھی ذکر کیا تھا کہ اسلام جو پیار اور محبت کا مذہب ہے اس کو ایک شدت پسند مذہب کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے اور مخالفینِ اسلام اس بات سے ناجائز فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ پس آج وہ احمدی جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی توفیق پائی ہے، آپؑ کی تعلیم کی روشنی میں تقویٰ کے مضمون کو سمجھتے ہوئے اس حصنِ حصین اور مضبوط قلعہ میں محفوظ ہیں جو قرآنِ کریم کی تعلیم کے مطابق حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی کوشش کرتے ہیں۔ آج جب دنیا میں ہر جگہ فساد برپا ہونے کے نظارے نظر آتے ہیں تو احمدی ہی ہیں جو خالصتاً دینی غرض کیلئے اپنے جلسے مقرر کرتے ہیں اور اب یہ جلسے دنیا کے ہر ملک میں جہاں احمدیت قائم ہے منعقد

ہوتے ہیں۔ اُن جلسوں کے نمونوں پر قائم رہنے کی کوشش کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں منعقد فرمائے اور اُن کی تتبع میں آج یہ یو.کے کا جلسہ سالانہ بھی یہی مقصد لئے ہوئے شروع ہورہا ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اس مقصد یا وہ مقاصد جن کے حصول کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کا اجراء فرمایا تھا، ہمارا مطمح نظر ہونا چاہئے اور اُسکا خلاصہ، جیسا کہ مَیں نے کہا، یہی ہے کہ تقویٰ میں ترقی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے الفاظ میں اس جلسہ کی کچھ اغراض بیان فرمائیں، جن کو پڑھ کر اور سن کر روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ اس زمانے میں جبکہ ہر جگہ فساد کی حالت طاری ہے، تقویٰ کے اس حصنِ حصین میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ پکڑ کر ہی داخل ہوا جاسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ پر اگر انسان غور کرے اور ہمیشہ ذہن میں یہ رہے کہ مَیں نے تو اپنے آپ کو دوسروں سے منفرد رکھنے کیلئے آپؑ سے ایک عہدِ بیعت کیا ہوا ہے۔ جب اس عہد کا احساس ہوگا تو اپنے آپ کو دوسروں سے منفرد رکھنے کی طرف خودبخود توجہ پیدا ہوگی۔ پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ لیکن اگر دل کے اندر کا احساس نہ جاگے تو ہزاروں تقریریں اور نصائح سننے کے بعد بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ بیشک یہ تقریریں سنتے رہیں، وقتی طور پر تو شاید تھوڑی دیر کیلئے دل نرم ہوجائیں لیکن مستقل توجہ نہیں ہوتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احبابِ جماعت کو جلسہ پر اس لئے بلایا تا کہ وہ حضور علیہ السلام کی صحبت سے فیضیاب ہوکر اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کریں۔ آپؑ نے فرمایا کہ ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی حاصل کرلیں کہ دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں۔ خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو۔ زہد میں نمونہ بنیں۔ تقویٰ میں نمونہ بنیں۔ خدا ترسی میں نمونہ بنیں۔ پرہیز گاری میں نمونہ بنیں۔ نرم دلی میں نمونہ بنیں۔ باہم محبت اور مؤاخات میں نمونہ بنیں۔ انکسار اور تواضع پیدا ہو۔ راستبازی پیدا ہو اور دینی مہمات کیلئے سرگرمی اختیار کریں۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اب ہم میں جسمانی طور پر موجود نہیں ہیں تو کیا یہ تمام فیوض اور برکات جو اس جلسہ کے تھے ختم ہوگئے؟ اگر ختم ہوگئے تو ان جلسوں کے انعقاد کا کیا مقصد ہے؟ لیکن نہیں، ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر ہمیں یہ فرمایا تھا کہ مسیح محمدی کی آمد کے بعد اسلام پر آنے والا اندھیرا دَور ہمیشہ کیلئے ختم ہوجائے گا۔

پس جو انقلاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اس جماعت کے ذریعہ دنیا میں لانا چاہتے تھے اُس نے قائم رہنا تھا تو اسلام کے سورج نے ایک نئی شان سے دنیا پر چمکتے ہوئے اپنی روشنی سے دنیا کو منور کرنا تھا۔ پس بیشک یہ تمام خصوصیات، یہ نیکیاں جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے آپؑ کی صحبت کی وجہ سے آپؑ کے ماننے والوں، آپؑ کے ساتھیوں میں، صحابہ میں فوری اور واضح طور پر ظاہر ہوتی رہیں۔ ان ماننے والوں میں ایک انقلاب نظر آتا رہا۔ لیکن آپؑ ہمارے لئے قرآنِ کریم کی روشن تعلیم کی جو تفسیریں ہیں اُس کا ایک عظیم خزانہ چھوڑ گئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر یہ اعلان فرما گئے ہیں کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں، قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ یہ غلبہ تقویٰ میں ترقی کی وجہ سے اور پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی وجہ سے ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بھی یہ وعدہ ہے کہ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ (البقرۃ:258) اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کا ولی اور دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ اُنہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف لاتا ہے۔

پس جو لوگ اپنے ایمان میں کامل ہونے کی کوشش کریں گے، تقویٰ پر قدم ماریں گے اُن کیلئے یہ جلسے جو تقویٰ میں ترقی کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جاری فرمائے ہیں، نہ صرف اپنے اندر روحانی ترقیات پیدا کرنے کا باعث بنیں گے بلکہ دوسروں کیلئے بھی رہنمائی کا ذریعہ بنیں گے اور بنتے رہیں گے۔ انشاء اللہ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ہر سال دیکھتے ہیں کہ کئی کمزور ایمان والے بھی جلسوں میں شامل ہوکر ایک نئی روح اور عزم لئے ہوئے واپس جاتے ہیں۔ اور جو غیر از جماعت مہمان آتے ہیں اُن کیلئے بھی یہ احمدیت کے بارے میں سوچنے کا موقع ہوتا ہے۔ وہ یہ تاثرات قائم کرتے ہیں کہ احمدیت جو ہے یہ کوئی انوکھی چیز ہے، کوئی منفرد چیز ہے۔ لیکن ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اُن لوگوں کیلئے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیرو ہیں۔ پس ہر احمدی کو ہمیشہ دعاؤں کے ذریعہ اور اپنی ظاہری کوشش کے ذریعہ، اعمال صالحہ بجا لانے کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے پیرَو بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور سچے پیرو کس طرح بننا ہے؟

آپؑ فرماتے ہیں کہ: ”نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کیلئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں۔ خدا کیلئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہوجائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجبِ غضبِ الٰہی ہو...... اگر تم صاف دل ہوکر اُس کی طرف آ جاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“ فرمایا: ”خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے...... تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے۔ اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔“ پھر آپؑ فرماتے ہیں: ”اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو مَیں خدا کی منشاء کے مطابق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قومِ برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اُس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔“ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 308-307)

یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان۔ پس آج اللہ تعالیٰ نے ہماری زندگی میں ایک بار پھر ہمیں موقع دیا ہے کہ اپنے عہدِ بیعت کی تجدید کرتے ہوئے اُن اعمال کے بجا لانے کی کوشش کریں جو تقویٰ کی جڑوں کو مضبوط کرتے ہیں۔ اُس کھاد کو استعمال کریں جو تقویٰ کے درخت کی نشوونما کیلئے ضروری ہے۔ اُس پانی سے اپنے دلوں کو سیراب کریں جس سے تقویٰ کے ثمر آور درخت پروان چڑھیں۔ اور اس کیلئے جن چند اہم باتوں کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نشاندہی فرمائی ہے۔ مَیں نے جو اقتباسات پڑھے ہیں اس میں جیسا کہ ہم نے دیکھا، آپؑ نے فرمایا کہ ”اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔“ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے جو نیکی اور پاکیزگی کا بیج رکھا ہے اُس کی نشوونما کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ نیکی کا وہ بیج جس کی وجہ سے ہمیں زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق ملی یا اب تک احمدیت پر قائم رہنے کی توفیق ملی یا خلافت سے جڑے رہنے کی توفیق ملی اُس کو صیقل کرتے چلے جانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اُس کو مزید چمکانے کی کوشش کرتے چلے جانا چاہئے۔ اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہم پہلے قدم قدم چل کر اپنے پیدا کرنے والے خدا کی طرف بڑھتے تھے تو اب ایک مومن کو تیز چلنے کی کوشش کرتے ہوئے خدا کی طرف آنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ ہمارا پیارا خدا دوڑ کر ہمیں اپنی آغوش میں لے لے۔ آج ہر سعید فطرت ہی ہے جو احمدیت قبول کرتا ہے اور احمدیت پر قائم رہتا ہے۔ پس اس سعید فطرت کو ضائع ہونے سے بچانے کیلئے یا جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”پاک قوتوں کو ضائع مت کرو“۔ اُن قوتوں کو ضائع ہونے سے بچانے کیلئے ایک مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہے اور یہ جلسے اسی غرض کیلئے ہیں کہ یہاں کے ماحول کی وجہ سے جبکہ روحانی اور علمی مضامین بیان ہورہے ہیں، نیکیاں کرنے کی تلقین کی جارہی ہے تو پاک قوتوں کو نکھارنے کا موقع ملتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں ایک بزرگ کے پاس جایا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ نہیں گیا تو انہوں نے بڑا شکوہ کیا اور فرمانے لگے کہ کبھی تم نے قصاب کو گوشت کاٹتے وقت چھریوں کو ایک دوسرے سے رگڑتے دیکھا ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں دیکھا ہے۔ تو ان بزرگ نے کہا کہ وہ اس لئے چھریاں رگڑتا ہے کہ گوشت کی کٹائی کرتے ہوئے جو چربی چھریوں پر آجاتی ہے وہ بھی صاف ہوجائے اور چھریاں تیز ہوکر آسانی سے کام کریں۔ اس طرح جب آپ آتے ہیں تو آپس کی روحانی اور علمی باتوں سے کچھ میرے اندر تیزی پیدا ہوتی ہے، کچھ آپ میں۔ اس لئے ملتے رہنا چاہئے۔

(ماخوذ از حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 53)

پس ایک مومن کا کام یہی ہے کہ اپنی پاک قوتوں کو ضائع کرنے کی بجائے اُنہیں اور چمکائے تا کہ جہاں اپنی اصلاح کا ذریعہ بنے وہاں دوسروں کیلئے بھی نفع رساں وجود بنے۔ اور پاک قوتوں کو نفع مند بنانے کیلئے آپؑ نے جو پہلی بات فرمائی وہ یہ ہے کہ خدا کی طرف جھکو۔ اور خدا کی طرف جھکنا کیا ہے؟ اُسکا ذکر اور اُس کی عبادت ہے اور یہی چیز خدا کا قرب دلاتی ہے۔ اور اگر انسان حقیقی عبدِ رحمان بننے کی کوشش کرے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تم خدا کی ایک برگزیدہ قوم ہوجاؤ گے۔ تم وہ لوگ ہوجاؤ گے جو اُسکے خاص چنے ہوئے اور پسندیدہ لوگ ہیں۔ پس خدا کا پسندیدہ بننے کیلئے عبادات اور ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ انتہائی ضروری ہے کیونکہ یہی چیز ہے جو تقویٰ میں اضافے کا باعث بنتی ہے بشرطیکہ خالصتاً لِلّٰہ کی جائے۔

عبادات کا جو طریق خدا تعالیٰ نے ہمیں سکھایا ہے اُس میں سب سے بڑھ کر نماز ہے بشرطیکہ صحیح طرح ادا کی جائے۔ یہی نماز ہے جو پھر تقویٰ بھی پیدا کرتی ہے اور برائیوں سے بھی روکتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّقُوۡہُ (الانعام:73) نماز کو قائم کرو اور اُس کا تقویٰ اختیار کرو۔ پس نماز کا قیام یہی ہے کہ اُس کو تمام شرائط کے ساتھ اور باقاعدگی کے ساتھ ادا کرو تو یہ تمہیں تقویٰ پر چلائے گی اور ہر برائی سے تمہاری ڈھال بن جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ۔ وَلَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ (العنکبوت: 46) کہ نماز قائم کرو، یقیناً نماز تمام ناپسندیدہ اور بری باتوں سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد، اُس کا ذکر سب کاموں سے بڑا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ: ”نماز ہی ایک ایسی نیکی ہے جس کے بجا لانے سے شیطانی کمزوری دور ہوتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے۔“ (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 679، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

شیطان چاہتا ہے کہ انسان اس میں کمزور رہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ جس قدر اپنی اصلاح کرے گا

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”پس ہمیشہ یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اصل چیز تقویٰ ہے اور تقویٰ کی روح سے کی گئی قربانی خدا تعالیٰ کو پسند ہے۔“

(خطبہ عید الاضحیٰ فرمودہ 12 / اگست 2019ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”ظاہری قربانی میں دل میں تقویٰ رکھنے والے کا یہ اظہار ہے اور ہونا چاہئے کہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار ہوں۔“

(خطبہ عید الاضحیٰ فرمودہ 12 / اگست 2019ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

اس ذریعہ سے کرے گا۔ پس نماز میں سستیاں پیدا ہوتی ہیں تو وہ شیطان کے حملوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اور نماز ہی اصل میں دعا ہے اور نماز ہی پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف عام حالات میں بھی متوجہ رکھتی ہے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیا، نمازیں نہ بھی پڑھیں تو یہ ذکر ہی نماز کا قائم مقام ہو گیا۔ یہ غلط بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ہر جگہ نماز قائم کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس لئے فرض نمازوں کو تمام شرائط کے ساتھ ادا کرنے کے بعد پھر نفلی نمازیں پڑھنے کا بھی حکم ہے تا کہ تقویٰ کے معیار بلند ہوں اور انسان ایک جگہ پر کھڑا نہ رہے۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ جو یہاں کہا تو اس کا یہی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو ذکر نماز میں کیا جاتا ہے وہ سب سے بڑھ کر ہے۔ سورۃ الجمعہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (سورۃ الجمعۃ: 10) یعنی جب جمعہ کے دن تمہیں نماز کیلئے بلایا جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلئے جلدی جلدی جایا کرو۔

پس نماز ہی سب سے بڑا ذکر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء: 104) یعنی اور جب بھی تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر یاد کرتے رہو اور جب اطمینان ہو جائے تو نماز کو قائم کرو، تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو۔ کیونکہ نماز مومنوں پر وقتِ مقررہ کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔

پس اگر جنگ کی حالت میں یا ہنگامی حالت میں، سفر کی حالت میں نماز قصر کرنے کا حکم ہے تو اس کمی کو کثرت ذکرِ الٰہی سے ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے انسان غافل نہ ہو۔ اور پھر جب امن کی حالت پیدا ہو جائے، نارمل حالات پیدا ہو جائیں تو پھر وقتِ مقررہ پر نمازوں کی ادائیگی ہونی چاہئے۔ پس نماز کے علاوہ ذکرِ الٰہی کوئی چیز نہیں۔ ذکرِ الٰہی جو ہے نماز کا قائمقام نہیں ہوسکتا بلکہ ایک زائد چیز ہے جو عبادتوں میں کمی کو پورا کرنے کیلئے کرنے کا حکم ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں رہے۔ اور اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اگر وقت پر نمازیں ادا کر رہے ہو تو کسی قسم کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے۔ نہیں، بلکہ یہ نمازیں اس لئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی یاد ہمیشہ رہے۔ اس لئے حدیث میں آیا ہے کہ ’’ایک نماز سے دوسری نماز تک کا انتظار کرنا ہی مومن کی علامت ہے۔‘‘ (سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، باب الفضل فی ذالک حدیث 143)

پس یہ انتظار اُس صورت میں ممکن ہوسکتا ہے جب دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد بھی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ بھی ہمارے سامنے یہی ہے۔ آپؐ کی زبان تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر اور شکر سے تر رہتی تھی لیکن احادیث میں ہمیں آپؐ کی نمازوں کی وقت پر ادائیگی اور نوافل کے قیام اور رکوع اور سجود کی لمبائی کا بھی ذکر ملتا ہے جس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں کر سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ ’’میری زبان نیند میں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہوتی ہے۔‘‘

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنام عینہ ولا ینام قلبہ حدیث 3569)

لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اکثر حصے کو نوافل کی ادائیگی میں گزارتے رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’اصل میں قاعدہ ہے کہ اگر انسان نے کسی خاص منزل پر پہنچنا ہے تو اُس کے واسطے چلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جتنی لمبی وہ منزل ہوگی اتنا ہی زیادہ تیزی، کوشش اور محنت اور دیر تک اسے چلنا ہوگا۔ سو خدا تعالیٰ تک پہنچنا بھی تو ایک منزل ہے اور اس کا بُعد اور دُوری بھی لمبی۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اور اسکے دربار میں پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے اس کے واسطے نماز ایک گاڑی ہے جس پر سوار ہو کر وہ جلد تر پہنچ سکتا ہے۔ جس نے نماز ترک کر دی وہ کیا پہنچے گا۔‘‘ فرمایا ’’اصل میں مسلمانوں نے جب سے نماز کو ترک کیا یا اُسے دل کی تسکین، آرام اور محبت سے، اس کی حقیقت سے غافل ہو کر پڑھنا ترک کیا ہے تب ہی سے اسلام کی حالت بھی معرض زوال میں آئی ہے۔ وہ زمانہ جس میں نمازیں سنوار کر پڑھی جاتی تھیں غور سے دیکھ لو کہ اسلام کے واسطے کیسا تھا۔ ایک دفعہ تو اسلام نے تمام دنیا کو زیر پا کر دیا تھا۔ جب سے اسے ترک کیا وہ خود متروک ہو گئے ہیں۔ درد دل سے پڑھی ہوئی نماز ہی ہے کہ تمام مشکلات سے انسان کو نکال لیتی ہے۔ ہمارا بارہا کا تجربہ ہے کہ اکثر کسی مشکل کے وقت دعا کی جاتی ہے ابھی نماز میں ہی ہوتے ہیں کہ خدا نے اس امر کو حل اور آسان کر دیا ہوا ہوتا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 189، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ’’نماز کیا ہے؟ ایک قسم کی دُعا ہے جو انسان کو تمام برائیوں اور فواحش سے محفوظ رکھ کر حسنات کا مستحق اور انعامِ الٰہیہ کا مورد بنا دیتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ اللہ اسمِ اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام صفات کو اس کے تابع رکھا ہے۔‘‘ (اللہ تعالیٰ کا جو نام اللہ ہے، وہ اسمِ اعظم ہے اور تمام صفات اللہ تعالیٰ کی اسی اسم کے تحت ہیں) فرمایا کہ: ’’اب ذرا غور کرو۔ نماز کی ابتدا اذان سے شروع ہوتی ہے۔ اذان اَللّٰهُ اَكْبَرُ سے شروع ہوتی ہے۔ یعنی اللہ کے نام سے شروع ہو کر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی اللہ ہی پر ختم ہوتی ہے۔ یہ فخر اسلامی عبادت ہی کو ہے کہ اس میں اوّل اور آخر میں اللہ تعالیٰ ہی مقصود ہے نہ کچھ اَور۔‘‘ فرمایا ’’مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی عبادت کسی قوم اور ملّت میں نہیں ہے۔ پس نماز جو دُعا ہے اور جس میں اللہ کو جو خدائے تعالیٰ کا اسمِ اعظم ہے مقدم رکھا ہے، ایسا ہی انسان کا اسمِ اعظم استقامت ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 3، صفحہ 37، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

پس اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کیلئے مستقل مزاجی سے اُس کی عبادت کی طرف اُسکے بتائے ہوئے طریق کے مطابق توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہ جو فرمایا کہ انسان کا اسمِ اعظم استقامت ہے۔ مستقل مزاجی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف مستقل جھکے رہنا ہے۔ تو بہر حال اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اور وہ طریق جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، نمازوں کی ادائیگی کا ہے۔

پس جلسہ کے یہ دن جو ایک خاص ماحول لئے ہوئے ہیں، جہاں باجماعت نمازوں کی ادائیگی بھی ہوتی ہے اور نوافل کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے اور روحانی ترقی کیلئے اللہ اور رسول کی باتیں بھی ہوتی ہیں، ان دنوں میں ایک پاک تبدیلی ہمیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ تمام چیزیں ہمارے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کا ذریعہ بننی چاہئیں۔

لیکن یہاں پھر مَیں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جلسے کے دنوں میں اگر نمازیں جمع ہوتی ہیں تو اس لئے کہ باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کی سہولت اور جلسے کے پروگراموں کیلئے جن میں اللہ اور رسول کا ہی ذکر ہو رہا ہوتا ہے اور ایسے ہنگامی حالات میں یہ سہولت اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے، اس لئے یہ نمازیں جمع کی جاتی ہیں لیکن مستقل کسی کو یہ عادت نہیں بنا لینی چاہئے۔ جلسہ کے تو تمام پروگرام ہی روحانی ترقی اور جلاء پیدا کرنے کیلئے ہیں۔ ان دنوں میں تو ہر شامل ہونے والا یہ محسوس کر رہا ہوتا ہے کہ ایک خاص روحانی کیفیت اس پر ہے۔ بلکہ کئی لوگوں کو اللہ تعالیٰ یہ نظارے بھی دکھاتا ہے کہ گویا نور کی بارش ہو رہی ہے، یہ اس لئے کہ سب کچھ ہی خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو رہا ہوتا ہے۔

پس جو کوئی بھی اس جلسہ میں نیک نیت لئے ہوئے شامل ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مشاہدہ کرتا ہے بلکہ ہر سال کئی غیر بھی اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم نے ایک عجیب ماحول دیکھا ہے جو ہمارے دلوں پر عجیب کیفیت طاری کر رہا تھا۔ پس یہ دن ایسے ہیں جو عام دنوں سے مختلف ہیں۔ اس لئے اگر ان دنوں میں نمازیں جمع کرنے کی سہولت ہے تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی سہولت کے مطابق ہے۔ کسی نوجوان کو یا کسی کو بھی اس سے یہ تاثر نہیں لینا چاہئے کہ عام حالات میں بھی جمع کریں۔ عام حالات کیلئے كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا یعنی وقتِ مقررہ پر ادائیگی کا حکم ہے۔ پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس جلسہ میں شامل ہونے سے ہمارے روحانی معیار بلند ہونے چاہئیں۔ ہماری عبادتوں میں بہتری کی طرف قدم بڑھنے چاہئیں جو ہمیں خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والے ہوں۔ اور یہ اس وقت ممکن ہے جب ہم جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ’’خدا کی عظمت دلوں میں بٹھاؤ اور اُس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو‘‘، خدا کی عظمت دلوں میں بٹھائیں گے اور یہ عظمت اُس صورت میں دلوں میں بیٹھ سکتی ہے جب اللہ تعالیٰ کو تمام طاقتوں کا سرچشمہ سمجھا جائے اور یہ صورت پیدا ہونا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے۔ اور اُس کے فضل کی تلاش کے لئے پھر اُسکے آگے جھکنے کی ضرورت ہے اور یہی چیز ہے جو اُس کی توجہ کے عملی اظہار اور اقرار کا باعث بنے گی۔ جب تمام دنیاوی دھندے اور ذمہ داریاں بھول کر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہوگی تو یہی اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار ہے۔ اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (المنافقون: 10) اے مومنو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولادیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کریں۔ پس اس غفلت سے بچنا ہی توحید کے حقیقی اقرار کا ذریعہ بناتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جب تم یہ عملی اقرار کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے گا۔ (ماخوذ از رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 308)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرۃ: 153) کہ تم مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد کرتا رہوں گا۔

پس اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بغیر جزا کے نہیں چھوڑتا بلکہ پھر اپنے لطف و احسان کا اظہار کرتا ہے۔ بندہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر سے اُسے یاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یاد کرنا کیا ہے؟ یہی کہ وہ اپنے بندے کو اُن انعامات سے نوازتا ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کیلئے ضروری سمجھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’قرآن شریف میں ہے کہ اُذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (سورۃ البقرہ: 153) یعنی اے میرے بندو! تم مجھے یاد کیا کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو۔ مَیں بھی تم کو نہ بھولوں گا۔ تمہارا خیال رکھوں گا۔ اور میرا شکر کیا کرو اور میرے انعامات کی قدر کیا کرو اور کفر نہ کیا کرو۔‘‘ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذکرِ الٰہی کے ترک اور اس سے غفلت کا نام کفر ہے۔ پس جو دم غافل وہ دم کافر والی بات صاف ہے۔ یہ پانچ وقت تو خدا تعالیٰ نے بطور نمونہ کے مقرر فرمائے ہیں ورنہ خدا کی یاد میں تو ہر وقت دل کو لگا رہنا چاہئے اور کبھی کسی وقت بھی غافل نہ ہونا چاہئے۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اسی کی یاد میں غرق ہونا بھی ایک ایسی صفت ہے کہ انسان اس سے انسان کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے اور خدا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

عجب نوریست در جانِ محمدؐ ✡ عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف ✡ کہ گردد از محبّانِ محمدؐ

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است ✡ خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش ✡ در ہر مکاں ندائے جلالِ محمدؐ است

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

تعالیٰ پر کسی طرح کی امید اور بھروسہ کرنے کا حق رکھ سکتا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 189، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

پس ہمیں عبادتوں اور ذکر اللہ کے وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو ہمیں ہر دم اللہ تعالیٰ کے قرب میں بڑھاتے رہیں۔ پھر تقویٰ کے حصول کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں حقوق اللہ کی ادائیگی کے بعد حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ فرمایا: ’’کینہ وری سے پرہیز کرو‘‘ اور پھر یہی نہیں کہ کینہ سے بچو بلکہ فرمایا ’’ہر ایک سے سچی ہمدردی سے پیش آؤ۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 308)

اب جو اپنے ہیں، جماعتی طور پر بھائی بھائی ہیں، اُن سے تو کسی کینہ اور نقصان پہنچانے کا سوال نہیں اور نہ ہونا چاہئے۔ فرمایا کہ اس سے پرہیز کرو۔ ایک احمدی کی یہی خصوصیت ہونی چاہئے کیونکہ تمہارے معیار یہ ہونے چاہئیں کہ تمام بنی نوع انسان سے ہمدردی کا جذبہ ہو اور یہی بات آپ علیہ السلام نے شرائطِ بیعت میں بھی رکھی ہے۔ جیسا کہ فرمایا ’’عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 160 اشتہار بعنوان ’’تکمیلِ تبلیغ‘‘ اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

ہمدردی اُس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک دل ہر طرح کی کدورتوں اور کینوں سے پاک نہ ہو۔ غیروں سے اس ہمدردی کا اس قدر حکم ہے تو اپنوں سے تو اس سے بڑھ کر ہمدردی ہونی چاہئے۔

ایک حدیث میں آتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ حسد نہ کرو۔ بے رخی اور بے تعلقی اختیار نہ کرو۔ باہمی تعلقات نہ توڑو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ کسی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے اور اُس سے قطع تعلق کرے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الہجرۃ حدیث 6076)

اور یہ جو حدیث ہے یہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق ہے جس کی تلاوت بھی کی گئی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران: 104) کہ اللہ تعالیٰ کی رسّی کو سب مل کر مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندہ مت ہو۔

اس میں اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم ہے۔ یہ رسّی کیا ہے؟ ایک تو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں۔ وہ شریعت ہے جو خدا تعالیٰ نے قرآنِ شریف کی صورت میں ہم پر اتاری ہے۔ کیونکہ اگر ان احکامات پر عمل نہ کیا اور اُن واقعات پر غور نہ کیا جو قرآنِ کریم نے انبیاء کے ذکر میں بیان کئے ہیں، یا کسی بھی صورت میں بیان کئے ہیں تو ان نتائج کا انسان مورد بن سکتا ہے جو پہلی قوموں پر گزرے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑا واضح طور پر یہ فرمایا ہے کہ یہ واقعات صرف قصّے کہانیوں کے طور پر نہیں لکھے گئے بلکہ یہ پیشگوئیاں ہیں تمہیں ہوشیار کرنے کیلئے کہ اگر تمہارے اعمال بھی اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے کے مطابق نہ ہوں گے تو تمہارا انجام بھی ویسا ہو سکتا ہے۔ (ماخوذ از چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 155-156)

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ’’ہر راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے قبول کئے جاؤ۔‘‘ (رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 308)

اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ہر وقت سامنے رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ہمیں بڑی سختی سے یہ تنبیہ فرمائی ہے کہ ’’جو قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

یہ ہمارے فائدے اور تقویٰ میں ترقی کیلئے ہے۔

پس جان بوجھ کر قرآنِ کریم کے کسی حکم کی نافرمانی کرنا، اُسکو ٹالنا اور پھر اسکا اعادہ کرتے چلے جانا اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکا سکتا ہے۔ اور جب ایسی صورت ہو تو پھر رسّی تو ہاتھ سے چھُٹ گئی۔ پس انسان کی جو اپنی تمام تر جو استعدادیں ہیں اُن کے مطابق کوشش ہونی چاہئے کہ برائیوں سے حتی المقدور بچا رہے۔ قرآنِ کریم کی حکومت اپنے پر لاگو کرے تا کہ ’’حبل اللہ‘‘ سے مضبوطی سے چمٹا رہے۔

پھر ’’حبل اللہ‘‘ اللہ تعالیٰ کے انبیاء ہیں اور سب سے بڑھ کر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم الانبیاء ہیں، وہ حبل اللہ ہیں اور یہی ہمارا ایمان ہے۔ اور آپؐ کی سنت پر عمل کرنے کی کوشش ایک مومن کا فرض ہے۔ تبھی وہ اس حبل اللہ کو پکڑے گا۔ تبھی انسان اللہ تعالیٰ کی محبت کو جذب کرنے والا بھی بن سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے یہ اعلان کروایا تھا کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (آل عمران: 32) تُو کہہ دے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا۔

پس اس محبت کے حصول کیلئے تمام اُن باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جن کے نمونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمائے۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ نے اس رسّی سے چمٹے رہنے کیلئے کیسے کیسے راستے ہمیں بتائے ہیں۔ اب جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آپؐ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنا جو خدا تعالیٰ تک پہنچانے اور اُسکی رضا کے حصول کا ذریعہ بن سکتی ہے یہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسّی ہی ہے۔

پھر اس زمانے میں آپؐ کے غلامِ صادق کے ساتھ سچا تعلق ہے جو اللہ تعالیٰ کی رسّی ہے جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہدِ بیعت باندھ کر پکڑی ہے۔ یہ وہی حبل اللہ ہے جو ہماری نجات کا باعث ہے کیونکہ آپؑ ہی ہیں جنہوں نے ہمیں اس زمانے میں زندہ خدا سے تعلق جوڑنے کے طریقے اور سلیقے سکھائے ہیں۔ آپ علیہ السلام ہی ہیں جنہوں نے ہمیں آنحضرت ﷺ سے عشق و محبت کے اسلوب سکھائے ہیں اور یہ وہ رسّی ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ: 4) کہہ کر اُسکو پکڑنے کی تلقین فرمائی ہے۔

اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں خلافت کا دائمی نظام بھی وہ رسّی ہے جس کی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی اور جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے خوشخبری دی تھی اور وہ خوشخبری یہ ہے کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (سورۃ النور: 56) تم میں سے وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے، اُن سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کیلئے اُن کے دین کو جو اُس نے اُن کیلئے پسند کیا ہے ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کو امن کی حالت میں بدل دے گا۔

پس یہ بھی ایک انعام ہے جو خلافت کی رسّی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو اس زمانے میں عطا فرمایا ہے جو جماعت کو جوڑنے کا ذریعہ ہے۔ آپس میں محبت اور پیار اور الفت قائم کرنے کا ذریعہ ہے، جو آپس کے للّٰہی تعلق کی وجہ سے ایک وجود بن چکے ہیں۔ اور یہی پیار اور محبت اور الفت ہے جو اللہ تعالیٰ کا ہم پر ایک احسانِ عظیم ہے جس نے جماعت کو تمکنت عطا فرمائی ہے اور یہی چیز ہے جو آج کل مخالفین کے غضب کو بھڑکانے والی بن رہی ہے اور دن بدن اُن کے غضب بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اس دور میں جب ہر وقت، ہر جگہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی ہے تو ہم خلافت کے انعام کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اس زمانے میں عافیت کا حصار ہیں، کی بیعت میں آ کر ان فتنوں سے محفوظ ہیں۔

پس اس رسّی کو بھی مضبوطی سے پکڑیں اور اس رسّی کو پکڑنے اور اس انعام سے فائدہ اُٹھانے والے بھی وہی ہوں گے جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوں گے۔ اور عبادت کیلئے پھر خلافت سے منسلک ہونے والوں کو جو راستہ بتایا ہے وہ نمازوں کا قیام ہے۔ پس یہ حبل اللہ پھر عبادت کی طرف بھی توجہ دلائے گی اور حقوق العباد کی طرف بھی توجہ دلائے گی تا کہ اُن کی ادائیگی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے وارث بنیں۔ آج مُسلم اُمّہ میں ایک واحد جماعت احمدیہ ہے جو خلافت کے تعلق کی وجہ سے بھائی بھائی کا نظارہ پیش کرتی ہے اور کرنا چاہئے۔ پس اس انعام کی بھی قدر کریں اور جلسہ کے ان دنوں میں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ خلافت کے قیام و استحکام اور اپنے اُسکے ساتھ جڑے رہنے کیلئے بھی دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں۔

ان دنوں میں بھائی بھائی ہونے کا نظارہ پیش کرتے ہوئے ایک دوسرے کیلئے بھی بہت دعائیں کریں۔ واقفینِ زندگی اور واقفینِ نَو اور کارکنان کیلئے بھی بہت دعائیں کریں۔ سلام کو رواج دیں اور ہر طرف سلامتی کے پیغام بکھیرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ان دنوں میں جلسے کی ان بیشمار برکات سے حصہ لینے والا بنائے جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعاؤں میں ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے اور موسمی حالات سے اور ہر قسم کے بد اثرات سے ہمیشہ ہر ایک محفوظ رہے۔

پھر مَیں آپ کو دوبارہ توجہ دلاتا ہوں کہ ان دنوں میں دعاؤں کی طرف توجہ دیں، دعاؤں کی طرف توجہ دیں، دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔ یہی چیز ہے جو ہماری بقا کا سامان کرنے والی ہے۔ ہماری نسلوں کی بقا کا بھی سامان کرنے والی ہے اور جماعت کی ترقی کیلئے بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 10/مئی 2013)

......☆......☆......☆......

دعائے مغفرت

نہایت ہی افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ میرے والد محترم ملک شریف صاحب ابن مکرم بشیر احمد ملک صاحب برہ پورہ بھاگلپور (بہار) 28/اپریل 2021 بوقت صبح 4:30 بجے بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ گزشتہ 3 سال سے فالج کی وجہ سے علیل چلے آ رہے تھے۔ والد صاحب بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ چندہ کی ادائیگی میں آگے آگے رہتے تھے۔ بیماری کا طویل عرصہ بڑی ہمت اور حوصلہ کے ساتھ گزارا۔ آپ کے پسماندگان میں بیوہ بہن، بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ والد صاحب اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ برہ پورہ میں امانتاً آپ کی تدفین عمل میں آئی ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ والد صاحب کے ساتھ عفو و درگزر کا سلوک کرے اور انکی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔ (ناصرہ شاہین، اہلیہ مظفر احمد صاحب، برہ پورہ، بھاگلپور، صوبہ بہار)

TAHIRA ENTERPRISE
Manufacturer of Leather & Rexine Goods (Belts, Wallets, Ladies Bags,etc)
Prop. : Mashooque Alam, Kolkata (WEST BENGAL)
Mob : 9830464271, 967455863

INDIAN ROLLING SHUTTERS
IRS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : أُرِيتُ النَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا النِّسَاءُ يَكْفُرْنَ۔

یعنی مجھے جہنم دکھائی گئی، جو عورتیں اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم میں موجود تھیں اُن میں سے زیادہ وہ عورتیں تھیں جو اپنے خاوندوں کی ناشکر گزار تھیں

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:2)

سوال ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں استفسار کیا کہ اسلام میں مختلف جانوروں کا گوشت کس بنا پر حلال اور حرام قرار دیا جاتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 11/اپریل 2016ء میں اس کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کے بارہ میں دین اسلام کا اصول یہ ہے کہ ہر وہ امر جس سے شریعت منع نہ کرے، جائز ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اصل اشیاء میں حلت ہے حرمت جب تک نص قطعی سے ثابت نہ ہوتب تک نہیں ہوتی۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 474)

قرآن کریم نے مردار، بہتا ہوا خون، سؤر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور حرام قرار دیا ہے۔ (سورۃ الانعام:146)

قرآن کریم کی بیان کردہ ان چار اشیاء کو حرام کہا جاتا ہے۔ جبکہ بعض اشیاء کے کھانے سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے ان کو ممنوع کہا جاتا ہے۔ جیسے جو جانور شکاری ہے وہ ممنوع ہے۔ اس میں درندے، شکاری پرندے وغیرہ سب داخل ہیں۔ ان اشیاء کی ممانعت احادیث پر مبنی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے:

نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ

(صحیح مسلم کتاب الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ وَمَا يُؤْكَلُ مِنَ الْحَيَوَانِ باب تَحْرِيمِ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ ......)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلیوں والے درندے اور پنجوں والے پرندے کا کھانا ممنوع قرار دیا ہے۔ اسی طرح حدیث میں آیا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غَزْوَةِ خَيْبَرَ)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

حرام اور ممنوع کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ شریعت اسلامیہ میں جن اشیاء کے کھانے سے منع کیا گیا ہے وہ دو قسم کی ہیں۔ اول حرام، دوم ممنوع۔ لغۃً تو حرام کا لفظ دونوں قسموں پر حاوی ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اس آیت (یعنی بقرہ: 174) میں صرف چار چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ یعنی مردار، خون، سؤر کا گوشت اور وہ تمام چیزیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام سے نامزد کر دیا گیا ہو۔ ان کے سوا بھی شریعت میں بعض اور چیزوں کے استعمال سے روکا گیا ہے۔ لیکن وہ چیزیں اشیاء ممنوعہ کی فہرست میں تو آئیں گی، قرآنی اصطلاح کے مطابق حرام نہیں ہوں گی......

یہ احکام اس آیت یا دوسری آیات کے مضمون کے مخالف نہیں ہیں۔ کیونکہ جس طرح اوامر کئی قسم کے ہیں بعض فرض ہیں، بعض واجب ہیں اور بعض سنت ہیں۔ اسی طرح نہی بھی کئی اقسام کی ہے۔ ایک نہی محرمہ ہے اور ایک نہی مانعہ ہے اور ایک نہی تنزیہی ہے۔ پس حرام چار اشیاء ہیں باقی ممنوع ہیں اور ان سے بھی زیادہ وہ ہیں جن کے متعلق نہی تنزیہی ہے یعنی بہتر ہے کہ انسان ان سے بچے۔ حرام اور ممنوع میں وہی نسبت ہے جو فرض اور واجب میں ہے۔ پس جن اشیاء کو قرآن کریم نے حرام کہا ہے ان کی حرمت زیادہ سخت ہے اور جن سے آنحضرت ﷺ نے منع کیا ہے وہ حرمت میں ان سے نسبتاً کم ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے احکام میں ان کی مثال فرض اور واجب اور سنت کی سی ہے حرام تو بمنزلہ فرض کے ہے اور منع بمنزلہ واجب کے۔ جس طرح فرض اور واجب میں فرق ان کی سزاؤں کے لحاظ سے کیا جاتا ہے اسی طرح جن اشیاء کی حرمت قرآن کریم میں آئی ہے اگر انسان اُن کو استعمال کرے گا تو اس کی سزا زیادہ سخت ہوگی۔ اور جن سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے ان کے استعمال سے اس سے کم درجہ کی سزا ملے گی لیکن بہرحال دونوں جرم قابل گرفت اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوں گے۔ حرام فعل کا ارتکاب کرنے سے انسان کے ایمان پر اثر پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ لازماً بدی ہوتی ہے۔ لیکن دوسری چیزوں کے استعمال کا نتیجہ لازماً بدی اور بے ایمانی کے رنگ میں نہیں نکلتا۔ چنانچہ دیکھ لو۔ مسلمانوں میں سے بعض ایسے فرقے جو ان اشیاء کو مختلف تاویلات کے ذریعے جائز سمجھتے اور انہیں کھا لیتے ہیں جیسے مالکی، ان کا اثر ان کے ایمان پر نہیں پڑتا اور ان میں بے ایمانی اور بدی پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ گزشتہ دور میں تو ان میں اولیاء اللہ بھی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ لیکن خنزیر کا گوشت یا مردار کھانے والا کوئی شخص ولی اللہ نظر نہیں آئے گا۔ پس حرمت کے بھی مدارج ہیں اور ان چاروں حرام چیزوں کے سوا باقی تمام ممنوعات ہیں جن کو عام اصطلاح میں حرام کہا جاتا ہے ورنہ قرآنی اصطلاح میں وہ حرام نہیں ہیں۔'' (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 340)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ حلال وحرام کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''قرآن میں آیا ہے۔ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ

یہ خدا پر افتراء باندھنا ہے کہ یہ حلال ہے یا حرام۔ خدا نے فرمایا ہے:

حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔

حدیث شریف میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ جو جانور شکاری ہے وہ حرام ہے۔ اس میں درندے، شکاری پرند وغیرہ سب داخل ہیں۔ اب اس سے زیادہ کوئی مجاز نہیں کہ کسی کو حلال اور حرام کہے۔ مگر دنیا میں چونکہ ہزارہا جانور ہیں پھر یہ دقت ہوئی کہ اب کسے کھاویں اور کسے نہ کھاویں۔ اس مشکل کو اللہ تعالیٰ نے نہایت آسانی سے حل کر دیا ہے۔

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔

یعنی حلال طیب کھاؤ۔ اب گویا یہ بتا دیا کہ جو چیز طیب ہو وہ کھاؤ چنانچہ ہر جگہ ہر قوم میں جو چیزیں عمدہ اور پاک ہوں اور شرفاء اور مہذب لوگ کھاتے ہوں وہ کھالو۔ اس میں وہ استثناء جو پہلے بیان ہو چکے ان کا ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ طوطا کھا لینے میں کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا ہے۔ مگر میں نہیں کھایا کرتا کیونکہ ہمارے ملک کے شرفاء نہیں کھاتے ایک دفعہ ایک صاحب میرے سامنے گو (ضب) پکا کر لائے کہ کھائیے میں نے کہا آپ بڑی خوشی سے میرے دسترخوان پر کھائیے مگر میں نہ کھاؤں گا کیونکہ شرفاء اسے نہیں کھاتے۔'' (اخبار بدر نمبر 19 جلد 10 مؤرخہ 9 مارچ 1911ء صفحہ 1)

سوال ایک خاتون نے اسلام میں مرد اور عورت میں برابری کے ضمن میں اپنی بعض الجھنوں کا ذکر کر کے اسلام کے مختلف حکموں کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں رہنمائی کی درخواست کی۔ جس کے جواب میں حضور انور نے اپنے مکتوب مورخہ 11/اپریل 2016ء میں ان امور کے بارے میں درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب آپ کے خط میں مذکور آپ کی الجھنیں اسلامی تعلیمات اور فطرت انسانی کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ اسلام نے یہ کہیں دعویٰ نہیں کیا کہ مرد اور عورت ہر معاملہ میں برابر ہیں۔ اسلام کیا خود فطرت انسانی بھی اس بات کا انکار کرتی ہے کہ مرد اور عورت کو ہر لحاظ سے برابر قرار دیا جائے۔

ہاں اسلام نے یہ تعلیم ضرور دی ہے کہ نیکیوں کے بجالانے کے نتیجہ میں جس طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو انعامات اور اپنے فضلوں سے نوازتا ہے اسی طرح وہ عورتوں کو بھی اپنے انعامات اور فضلوں کا وارث بناتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ۔ (سورۃ آل عمران:196)

ترجمہ: پس اُن کے ربّ نے اُن کی دعا قبول کر لی (اور کہا) کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ہرگز ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ تم میں سے بعض، بعض سے نسبت رکھتے ہیں۔ پس وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں دُکھ دیئے گئے اور انہوں نے قتال کیا اور وہ قتل کئے گئے، میں ضرور ان سے ان کی بدیاں دور کر دوں گا اور ضرور انہیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ (یہ) اللہ کی جناب سے ثواب کے طور پر (ہے) اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔

جہاں تک مرد اور عورت کی گواہی کا تعلق ہے تو ایسے معاملات جن کا مردوں سے تعلق ہے اور عورتوں سے براہ راست تعلق نہیں ان میں اگر گواہی کیلئے مقررہ مرد میسر نہ ہوں تو ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کو اس لیے رکھا گیا ہے کہ چونکہ ان معاملات کا عورتوں سے براہ راست تعلق نہیں لہٰذا اگر گواہی دینے والی عورت اپنی گواہی بھول جائے تو دوسری عورت اسے یاد دلا دے۔ گویا اس میں بھی گواہی ایک عورت کی ہی ہے، صرف اسکے ایسے معاملات سے تعلق نہ ہونے کی وجہ سے اسکے بھول جانے کے اندیشہ کے پیش نظر احتیاطاً دوسری عورت اس کی مدد کیلئے اور اسے بات یاد کرانے کیلئے رکھ دی گئی ہے۔ قرآن کریم کا منطوق بھی اسی مفہوم کی تائید فرمارہا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ......وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى

(سورۃ البقرہ:283)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معیّن مدت تک کیلئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو......اور اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ ٹھہرا لیا کرو۔ اور اگر دو مرد میسر نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (ایسے) گواہوں میں سے جن پر تم راضی ہو۔ (یہ) اس لئے (ہے) کہ ان دو عورتوں میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد کروا دے۔

اور جہاں تک عورتوں سے براہ راست متعلقہ معاملات کا تعلق ہے تو حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے صرف ایک عورت کی گواہی پر کہ اس نے اس شادی شدہ جوڑے میں سے لڑکے اور لڑکی دونوں کو دودھ پلایا تھا، علیحدگی کروا دی۔ چنانچہ حضرت عقبہ بن حارثؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو اہاب بن عزیز کی لڑکی سے نکاح کیا۔ اسکے بعد ایک عورت نے آکر بیان کیا کہ میں نے عقبہ کو اور اس عورت کو جس سے عقبہ نے نکاح کیا ہے دودھ پلایا ہے (پس یہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں، ان میں نکاح درست نہیں) عقبہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے (اس سے) پہلے کبھی اس بات کی اطلاع دی ہے۔ پھر عقبہ سواری پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ گئے اور آپؐ سے (یہ مسئلہ) پوچھا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اب جبکہ یہ بات کہہ دی گئی ہے تم کس طرح اسے اپنے نکاح میں رکھ سکتے ہو۔ پس عقبہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ اور اس نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔

(صحیح بخاری کتاب العلم بَابُ الرِّحْلَةِ فِي الْمَسْأَلَةِ النَّازِلَةِ وَتَعْلِيمِ أَهْلِهِ)

جہاں تک طلاق اور خلع کا تعلق ہے تو اس میں بھی کوئی فرق نہیں۔ بلکہ یہ اسلام کا احسان ہے کہ اس نے مرد

کوطلاق کا حق دینے کے ساتھ ساتھ عورت کو خلع لینے کا حق دیا۔ اور اس میں بھی مرد اور عورت کو برابر کے حقوق دیے گئے ہیں۔ جب مرد طلاق دیتا ہے تو اسے عورت کو ہر قسم کے مالی حقوق دینے پڑتے ہیں اور مزید یہ کہ جو کچھ وہ بیوی کو پہلے مالی مفادات پہنچا چکا ہے اس میں سے کچھ بھی واپس نہیں لے سکتا۔ اسی طرح جب عورت اپنی مرضی سے خاوند کے کسی قصور کے بغیر خلع لیتی ہے تو اسے بھی مرد کے بعض مالی حقوق از قسم حق مہر وغیرہ واپس کرنا پڑتا ہے، لیکن اگر عورت کے خلع لینے میں مرد کی زیادتی ثابت ہو تو اس صورت میں عورت کو یہ زائد فائدہ دیا گیا ہے کہ اسے مہر کا بھی حقدار قرار دیا جاتا ہے جس کا فیصلہ بہر حال قضاء تمام حالات دیکھ کر کرتی ہے۔

اہل کتاب سے شادی کرنے، ولی کی ضرورت اور مرد کے ایک سے زائد شادیاں کر سکنے کے معاملات میں دراصل عورت کی حفاظت، وقار اور عزت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ عورت کو اللہ تعالیٰ نے مرد کی نسبت عموماً نازک بنایا اور اس کی فطرت میں اثر قبول کرنے کا مادہ رکھا ہے۔ پس ایک مسلمان عورت کو اہل کتاب مرد سے شادی کرنے سے روک کر اس کے دین کی حفاظت کی گئی ہے۔

شادی کے معاملہ میں لڑکی کی رضامندی کے ساتھ اس کے ولی کی رضامندی رکھ کر دیگر بہت سے فوائد میں سے ایک فائدہ عورت کو ایک مددگار اور محافظ مہیا کرنا بھی ہے کہ عورت کے بیاہ کر جانے کے بعد اس کے سسرال والے اس بات سے باخبر رہیں کہ عورت اکیلی نہیں بلکہ اس کی خبر رکھنے والے موجود ہیں۔

عورت کو ایک وقت میں ایک ہی شادی کی اجازت دے کر اسلام نے اس کی عصمت کی حفاظت کی ہے اور انسانی غیرت اور انسانی جبلت کے عین مطابق یہ حکم دیا ہے۔

جس حدیث میں عورتوں کے جہنم میں زیادہ ہونے کا ذکر ہے، وہاں لوگوں نے اس حدیث کا ترجمہ سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جہنم میں عورتوں کی کثرت ہوگی۔ بلکہ حضور ﷺ نے فرمایا

أُرِيتُ النَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا النِّسَاءُ يَكْفُرْنَ۔

یعنی مجھے جہنم دکھائی جہاں میں نے دیکھا کہ اس میں ایسی عورتوں کی کثرت ہے جو اپنے خاوندوں کی ناشکر گزار ہیں۔ یعنی جو عورتیں اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم میں موجود تھیں ان میں سے زیادہ وہ عورتیں تھیں جو اپنے خاوندوں کی ناشکر گزار تھیں۔

پس ایک تو اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جہنم میں عورتیں مردوں سے زیادہ ہوں گی۔ دوسرا یہاں ان عورتوں کے جہنم میں جانے کی وجہ بھی بتا دی کہ وہ ایسی عورتیں ہے جو بات بات پر خدا تعالیٰ کے ان احسانات کی ناشکری کرنے والی ہیں، جو ان کے خاوندوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان پر کیے ہیں۔

پھر اس کے بالمقابل احادیث میں نیک اور پاک باز خواتین کے پاؤں کے نیچے جنت ہونے کی بھی تو نوید سنائی گئی ہے جو کسی مرد کے بارہ میں بیان نہیں ہوئی۔

علاوہ ازیں اسلام نے مردوں اور عورتوں کے بعض حقوق و فرائض ان کے طبائع کے مطابق الگ الگ بیان فرمائے ہیں۔ مرد کو پابند کیا کہ وہ محنت مزدوری کرے اور گھر کی تمام ضروریات پوری کرے اور عورت کو کہا کہ وہ گھر اور بچوں کی حفاظت اور تربیت کرے۔ گویا باہر کی دوڑ دھوپ کیلئے مرد کو اس کی صلاحیتوں کے پیش نظر منتخب کیا اور عورت کی فطرت کے مطابق اور اس کے وقار کے پیش نظر گھر کی سربراہی اس کے سپرد کر دی۔

آنحضور ﷺ کا ارشاد کہ عورت میں دین اور عقل کے لحاظ سے ایک طرح کی کمی ہے۔ اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کیونکہ یہ بھی عورت کی فطرت کے عین مطابق کہی گئی بات ہے۔ دین کی کمی تو آنحضور ﷺ نے خود بیان فرمادی کہ اسکی عمر کے ایک بڑے عرصہ میں اس پر ہر ماہ کچھ ایسے ایام آتے ہیں جن میں اسے ہر قسم کی عبادات سے رخصت ہوتی ہے۔ اور دیکھا جائے تو یہ بھی ایک طرح سے اس پر خدا تعالیٰ کا احسان ہے۔ جبکہ عقل کی کمی کی بات میں بھی عورت کی تحقیر نہیں کی گئی بلکہ اس سے مراد عورت کی سادگی ہے، جس کا ثبوت آج کی دنیا میں عورت نے خود مہیا کر دیا ہے کہ وہ بہت سادہ ہے۔ کیونکہ مغربی دنیا کے مرد نے اسے آزادی کا جھانسہ دے کر جس طرح اپنے فائدہ کیلئے استعمال کیا ہے وہ اصدق الصادقین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس قول کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مرد نے اپنی ہوس کی خاطر اسے گھر کی چار دیواری سے نکال کر باہر بازار میں لا کھڑا کیا ہے۔ اور اسلام نے روزی روٹی کی جو ذمہ داری مرد پر ڈالی تھی اس میں بھی مرد نے عورت کی سادگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی یہ ذمہ داری اسے بانٹ کر اسے اپنے فائدہ کیلئے استعمال کیا ہے۔ جہاں اسے مردوں کی طرح محنت کے ساتھ ساتھ مختلف الانواع مردوں سے واسطہ پڑتا ہے جو بسا اوقات اپنی نظروں کی ہوس پوری کرنے کیلئے مختلف زاویوں سے اس پر نظریں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پھر اگر غور کیا جائے تو مغربی دنیا کا عورت اور مرد کی برابری کا اعلان صرف ایک کھوکلا دعویٰ ہی ہے۔ اسی مغربی دنیا میں کوئی ایک ملک بھی ایسا نہیں جس کی حکومتی مشینری چلانے والے پارلیمانی نظام میں مردوں کے برابر عورتیں موجود ہوں۔ انہیں مغربی ممالک میں بیسیوں جگہوں پر کسی ملازمت کیلئے جو چیلنج ایک مرد کو دیا جاتا ہے وہ عموماً اسی ملازمت کیلئے عورت کو نہیں دیا جاتا۔ اور یہ ساری باتیں عورت کی سادگی کی شاہد ناطق ہیں۔

جہاں تک قرآن کریم کے مرد کو قوام قرار دینے کی بات ہے تو خود قرآن کریم نے اس کی وجوہات بھی بیان فرمائی ہیں۔ ایک وجہ یہ بیان فرمائی کہ گھریلو نظام چلانے کیلئے ایک فریق کو دوسرے پر کسی قدر فضیلت دی گئی ہے اور دوسری وجہ یہ بیان فرمائی کہ وہ اپنے اموال عورت پر خرچ کرتا ہے۔

ایک فریق کو دوسرے پر فضیلت کی وجہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے کیونکہ اگر ہم دنیا کے نظام پر نظر ڈالیں تو ہر جگہ ایک فریق اوپر اور ایک نسبتاً نیچے ہوتا ہے۔ اگر دنیا میں سب لوگ برابر ہوتے یا یوں کہیں کہ اگر سب لوگ بادشاہ بن جاتے تو دنیا ایک دن بھی نہ چل سکتی اس لیے اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو بڑا اور کچھ کو چھوٹا، کچھ کو امیر اور کچھ کو غریب بنایا۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہر ملک میں نظام حکومت کو چلانے کیلئے ایک کابینہ ہوتی ہے اگر اس ملک کے سارے لوگ ہی کابینہ کا حصہ بن جائیں تو وہ ملک چل ہی نہیں سکتا۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے گھریلو نظام کو چلانے کیلئے مرد کو نسبتاً زیادہ اختیارات دیے لیکن جس طرح ایک سربراہ حکومت اور ملک کی کابینہ کے زائد اختیارات کے ساتھ ساتھ اسی نسبت سے زائد فرائض بھی ہوتے ہیں اسی طرح اسلام نے مرد پر عورت کی نسبت زائد ذمہ داریاں بھی ڈالی ہیں۔

پس مرد و عورت کے حقوق و فرائض کے اعتبار سے اسلامی نظام فطرت کے عین مطابق ہے اور اس میں کسی قسم کا رخنہ نہیں۔

سوال: ایک خاتون نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس عرفان میں بیان فرمودہ ایک ارشاد کے حوالے سے چچا اور ماموں سے پردہ کرنے کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے رہنمائی کی درخواست کی۔ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ یکم جون 2020ء میں درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: آپ نے اپنے خط میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے جس ارشاد کا ذکر کیا ہے وہ سورۃ النور کی آیت نمبر 32 کے حوالہ سے مجلس عرفان میں ایک سوال کے جواب میں بیان فرمودہ ہے۔

یہ بات درست ہے کہ اس آیت میں بیان رشتے جن سے عورت کو پردہ نہ کرنے کی رخصت دی گئی ہے، ان میں چچا اور ماموں کا ذکر نہیں ہے لیکن ان دونوں کا شمار محرم رشتوں میں ہی ہوتا ہے، جیسا کہ حضور نے بھی اپنے اس ارشاد میں فرمایا ہے۔ اور سورۃ النساء میں بیان قرآنی حکم سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ ان دونوں سے نکاح کی حرمت بیان ہوئی ہے۔

علاوہ ازیں احادیث میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ان کے استفسار پر حضور ﷺ نے انہیں چچا سے پردہ نہ کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ پردہ کے بارہ میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق محرم رشتوں میں بھی ہر درجہ کے رشتہ سے پردہ میں رخصت کی الگ کیفیت ہے۔ چنانچہ سورۃ النور میں جن محرم رشتہ داروں سے پردہ نہ کرنے کی رخصت آئی ہے، ان میں سے بھی ہر رشتہ کی دوسرے رشتہ سے پردہ کی رخصت کی ایک الگ صورت ہوگی۔ چنانچہ خاوند سے پردہ کی جو رخصت ہے وہ اسی آیت میں بیان والد، بیٹے اور بھائی وغیرہ سے پردہ کی رخصت سے الگ ہے۔

پس جس طرح اس آیت میں بیان رشتہ داروں سے پردہ کی مختلف کیفیات ہیں اسی طرح دیگر محرم رشتہ داروں سے بھی پردہ کی رخصت کی کیفیت میں فرق ہے۔ اور یہی مضمون حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اپنے مذکورہ ارشاد میں سمجھا رہے ہیں کہ چچا اور ماموں جو ایک ہی گھر میں ساتھ رہنے والے رشتہ دار نہیں بلکہ باہر کے لوگ ہیں، اور اگرچہ ان کا شمار محرم رشتہ داروں میں ہی ہوتا ہے، لیکن جب وہ گھر میں آئیں تو عورتیں جس طرح اسی گھر میں ساتھ رہنے والے مردوں جن میں خاوند، باپ، بیٹے وغیرہ شامل ہیں، سے پردہ میں نسبتاً Relax ہوتی ہیں، باہر سے آنے والے محرم مردوں کی صورت میں انہیں نسبتاً کچھ زیادہ محتاط ہونا چاہیے اور اگرچہ ان کے سامنے چہرہ تو نہیں ڈھکا جاتا لیکن سر اور سینہ کو ڈھانپ کر اور اپنے آپ کو سنبھال کر ان کے سامنے بیٹھنے کا حکم ہے۔ پس یہ مضمون ہے جو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں، نہ کہ چچا اور ماموں سے پردہ کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان، شعبہ ریکارڈ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 13 نومبر 2020)

......☆......☆......☆......

بقیہ رپورٹ ورچوئل ملاقات از صفحہ 16

طرح کام کرتے رہے۔ الحمد للہ، ہم نے اپنے اندازے سے قبل ہی کام مکمل کر لیا تھا۔ یہ حیرت انگیز جوش اور برق رفتاری درحقیقت خلافت احمدیہ سے ان کے پیار کی ایک مثال تھی جس کو واضح طور پر دیکھا اور محسوس کیا جا سکتا تھا۔

جب ملاقات شروع ہوئی اور جیسے ہی ہم نے اسکرین پر حضور انور کو دیکھا، ساری تھکن گویا ہوا میں اڑ گئی۔ ایسا محسوس ہوا جیسے ہم حضور انور کے دفتر میں بیٹھے ہوئے ہیں اور براہ راست شرف ملاقات پا رہے ہیں۔ چونکہ ہالینڈ میں چہرے کا ماسک پہننا لازم قرار نہیں دیا گیا لہٰذا ہم نے اس نیت سے کہ حضور انور کو خدام کی آواز صاف سنائی دے اس ملاقات کے دوران چہرے کا ماسک نہ پہننے کا فیصلہ کیا۔ لیکن جب میٹنگ کے آغاز میں خاکسار نے ماسک پہنے بغیر حضور انور کی خدمت میں سلام عرض کیا تو حضور انور نے استفسار فرمایا "صدر صاحب نے چہرے کا ماسک کیوں نہیں پہنا ہوا؟" اور ملاقات کے دوران ماسک پہننے کی تلقین فرمائی۔ اس امر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور انور جماعت کے ممبران سے کتنا پیار کرتے ہیں اور ہماری کتنی فکر پیارے آقا کے دامن گیر رہتی ہے۔

حضور انور کے ساتھ گزارے اس ایک گھنٹہ نے ہماری روحوں کو جلا بخشی، ہماری تنظیم کو مزید فعال کر دیا اور ہمیں حیرت انگیز آسمانی قوت سے بھر دیا۔ خدام کے چہروں پر خوشی قابل دید تھی جس کی مثال ملنے کو نہ ملے۔ اس ایک گھنٹہ نے ہمیں پھر سے ایک قوت بخشی کہ اللہ کی راہ میں مزید مستعدی کے ساتھ قدم ماریں اور اپنی ذمہ داریوں کو اور زیادہ عزم اور لگن کے ساتھ نبھائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے اور بہت ہی پیارے آقا کو صحت و سلامتی والی عمر دراز عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ پیارے آقا کی مبارک قیادت میں اسلام کو بے پناہ ترقیات عطا فرمائے۔ اللہ ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو نظام خلافت کا مکمل وفادار اور فرمانبردار بنائے رکھے۔ آمین

(عثمان احمد، صدر مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 4 ستمبر 2020)

......☆......☆......☆......

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

RSB Traders & whole seller

Specialist in Teddy Bear Ladies & Kids items, All Types of Bags & Garments items

Mob: 9647960851
9082768330

Branch: Aroti Tola Po muluk
Bolpur-Birbhum
Head office: Q84 Akra Road
Po.Bartala, Kolkata-18

طالب دعا: جان عالم شیخ

(جماعت احمدیہ شانتی نکیتن، بولپور، بیر بھوم۔ بنگال)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات نے جسم میں ایک نئی روح پھونک دی

مَیں نے بہت عمدہ سوالات اور حضور انور ایدہ اللہ سے اُن کے بہت خوبصورت جوابات سنے

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ ہالینڈ اور نومبائعات وطالبات کی اپنے پیارے امام سے ورچوئل ملاقات

لجنہ اماء اللہ ہالینڈ کے سالانہ پروگرام کے مطابق ماہ اپریل 2020 میں ہمارے ایک وفد نے حضور انور سے ملاقات کیلئے یو.کے سفر کرنا تھا۔سب انتظامات مکمل تھے لیکن یہ مبارک سفر کووڈ کی وجہ سے ملتوی کرنا پڑا جس کی وجہ سے سب پر ایک اداسی کی کیفیت طاری ہوگئی۔لیکن پیارے آقا نے ورچوئل ملاقات کا موقع عطا کر کے ہماری مایوسی کو خوشیوں میں بدل دیا۔ پروگرام کی کامیابی کیلئے حضور اقدس کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھے گئے اور صدقات بھی دیے گئے۔

پروگرام کے مطابق مورخہ 22/ اگست 2020ء یورپ کی پہلی آن لائن میٹنگ کا آغاز ہالینڈ کے مقامی وقت کے مطابق 1 بجکر 45 منٹ پر ہوا۔ میٹنگ میں نیشنل مجلس عاملہ کی 20 ممبرات شامل ہوئیں۔حضور انور نے دعا کے ساتھ میٹنگ کا آغاز فرمایا۔ ایک گھنٹہ کی اس ملاقات میں نیشنل عاملہ کی سب ممبرات نے حضور انور کی خدمت میں اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے اپنے شعبے کے بارے میں رہ نمائی حاصل کی۔ میٹنگ کے اختتام پر مجلس عاملہ کی سبھی ممبرات کی خوشیاں دیدنی تھیں۔بعض ممبرات کے تاثرات ذیل میں پیش ہیں۔

☆**مبارکہ شکیل صاحبہ نیشنل سیکرٹری صنعت و تجارت** نے کہا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں پیارے حضور کے ساتھ ملاقات کرنے اور پیارے حضور کی زریں نصائح کو لائیو سننے کا موقع ملا۔ الحمدللہ۔ یہ میری زندگی کا ایک انمول دن ہے۔خدا کرے ہم ان نصائح پر عمل کرنے والی ہوں۔آمین۔

☆**روبینہ اظہر صاحبہ نیشنل سیکرٹری تربیت** نے کہا: پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات نے جسم میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ پیارے آقا کے دیئے گئے ٹارگٹس کی روشنی میں کام کرنے کا جذبہ ایک نئی روح کے ساتھ جاگ گیا۔تمام مجلس عاملہ کی ممبرات کے ساتھ مشفقانہ پیار بھرے انداز اور حکمت سے نصیحت کرنا ثابت کرتا ہے کہ پیارے حضور فی الحقیقت A Man of God ہیں۔

☆**شمیم مظہر صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ ہالینڈ** نے کہا: الحمدللہ، ثم الحمدللہ کہ آج ہمیں پیارے حضور اقدس سے ملاقات کی توفیق ملی اور اس نے پیارے حضور کی براہ راست ہدایات سننے کی توفیق دی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پیارے حضور کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

یہ دو دن لجنہ اماء اللہ ہالینڈ کیلئے بہت بابرکت تھے جن میں اپنے پیارے خلیفہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آن لائن ملاقات ہوئی۔ ہم سب نے ذاتی طور پر خلیفہ وقت کی جماعت کیلئے محبت کا نظارہ دیکھا۔الحمدللہ۔

نومبائعات اور طالبات کی حضور انور سے ملاقات

23/اگست 2020ء کو جماعت احمدیہ ہالینڈ کی چند طالبات اور نومبائعات کو حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ آن لائن ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ ملاقات کا آغاز ہالینڈ کے مقامی وقت کے مطابق 1 بجکر 43/منٹ پر ہوا۔ پروگرام کے آغاز میں محترمہ امینہ احمد صاحبہ نے سورۃ التغابن کی چند آیات تلاوت کیں اور بعد ازاں اس کا ڈچ ترجمہ پیش کیا۔جس کے بعد محترمہ نورین رضا صاحبہ نے اردو ترجمہ پیش کیا۔دو بہنوں امۃ النور محمود اور شافعہ محمود نے منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ترنم سے پیش کیا جبکہ ڈچ نظم اگنس سٹیرک نے سنائی۔اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سوال کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔اس مرحلے کا آغاز ایک کُرد نومبائعہ بہن کے حضورِ انور کی خدمت میں سوال پیش کرنے سے ہوا۔ بعد ازاں دیگر نومبائعات اور طالبات نے پیارے حضور کی خدمت میں مختلف نوعیت کے سوالات پیش کر کے رہ نمائی حاصل کی۔ یہ بابرکت مجلس قریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ 2 بجکر 40 منٹ پر کلاس کا اختتام ہوا۔ سب طالبات اور نومبائعات کے چہروں سے مسرت جھلک رہی تھی کہ انہیں ان حالات میں بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کر کے رہ نمائی لینا نصیب ہوا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور حضورِ انور کی شفقت کی بدولت ہی ممکن تھا۔بعض کے تاثرات ذیل میں پیش ہیں۔

☆**غزالہ مظفر صاحبہ** نے کہا کہ میں لفظوں میں بیان نہیں کرسکتی کہ میں کتنی شکر گزار ہوں کہ مجھے حضورِ انور کے ساتھ ایک بار نہیں بلکہ دو بار ملاقات کرنے کا موقع ملا۔ایک دفعہ مجلس عاملہ کی ممبر ہونے کی حیثیت سے اور ایک دفعہ طالبہ ہونے کی حیثیت سے۔جب مجھے یہ علم ہوا کہ ہم اپریل میں انگلینڈ نہیں جائیں گے تو بہت اداس ہوئی۔لیکن اس ملاقات نے سب کچھ بھُلا دیا۔حضور انور نے ہر سوال کا جواب بہت خوبصورتی سے دیا۔صرف مذہبی معاملات پر ہی نہیں بلکہ دنیاوی معاملات پر بھی بہت ساری ہدایات دیں۔ یہ بہت ہی خوبصورت تجربہ تھا۔

☆**بقعۃ النور محبوب صاحبہ** نے کہا کہ آج اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے ساتھ خاکسار کو حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی مبارک صحبت میں بیٹھنے کی توفیق ملی۔ حضور انور کے ساتھ ملاقات بہت ہی خوبصورت، تاریخی اور ایمان افروز تھی۔

بعض نومبائعات کے تاثرات اس طرح سے ہیں:

☆**ہیوی بامر اور امینہ احمد** نے کہا: میں بہت خوش ہوں، سب کچھ بہت بہترین ہوگیا الحمدللہ۔ مجھے اپنا سوال پوچھنے کا موقع ملا اور بہت ہی خوبصورت جواب ملا۔میں اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی بہت شکر گزار ہوں۔

☆ **آرین مجید صاحبہ** نے کہا: میں اس پروگرام سے بہت لطف اندوز ہوئی ہوں۔شروع میں، مَیں بہت ڈری ہوئی تھی۔میں نے بہترین سوالات اور ان کے خوبصورت جوابات سنے۔ترجمہ کا انتظام بہت اچھا تھا۔میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے ہمیں وقت دیا۔

☆**صابریہ مجید صاحبہ** نے کہا: مَیں المیرے جماعت کی ایک کُرد خاتون ہوں۔ یہ ملاقات بہت دلچسپ تھی۔میں نے بہت عمدہ سوالات اور حضورِ انور ایدہ اللہ سے اُن کے بہت خوبصورت جوابات سنے۔ میں یہاں اپنی بیٹی، والدہ، بہن، کزن اور ایک دوست کے ساتھ آئی ہوں۔ میں حضورِ انور کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے ہمیں وقت دیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پیارے حضور کو صحت وتندرستی والی عمر دراز عطا فرمائے اور افرادِ جماعت کے حصے میں ہمیشہ اپنے پیارے امام سے ملاقات اور ان سے براہِ راست رہنمائی حاصل کرنے کی سعادت قائم ودائم رکھے۔آمین

(عطیہ اسلم، صدر لجنہ اماء اللہ ہالینڈ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 28/اگست 2020)

پیارے آقا کی دعاؤں سے سب انتظامات اچانک ہی ہوگئے، ہمارے لئے یہ بہت ہی ایمان افروز واقعہ ثابت ہوا

خدام میں حیرت انگیز جوش اور برق رفتاری خلافت احمدیہ سے ان کے پیار کی ایک واضح مثال تھی

حضور انور کے ساتھ گزارے ایک گھنٹہ نے ہماری روحوں کو جِلا بخشی، ہماری تنظیم کو فعال کردیا اور ہمیں حیرت انگیز آسمانی قوت سے بھر دیا

ہالینڈ کے خدام کی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ورچوئل ملاقات

مؤرخہ 30/اگست 2020 بروز اتوار ہالینڈ کے خدام کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ورچوئل ملاقات ہوئی۔ الحمدللہ۔صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم عثمان احمد صاحب اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ جب یہ خوشخبری خاکسار تک پہنچی کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ہمیں ازراہ شفقت شرف ملاقات عطا فرمائیں گے تو خدام میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ہمارے چار مشن ہاؤسز میں حکومت کی طرف سے کورونا کی ہدایات کو مدنظر رکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ 30 خدام ہی آسکتے تھے لہٰذا ہم نے کھیلوں کے ہال، ہوٹلوں اور بڑے پروگرامز منعقد کرنے کی جگہوں کے علاوہ مختلف قسم کے تجارتی ہالز کی تلاش شروع کردی۔کورونا کے حالات اور حکومتی احکامات کے باعث کئی طرح کی دقتیں پیش آرہی تھیں۔اُمید کے مطابق جگہ کی حصولیابی ایک چیلنج لگنے لگا تھا اور یہ بھی ضروری تھا کہ ہال کم ازکم دو دن کیلئے بک کروایا جائے، ایک دن مشق کیلئے اور دوسرے دن اصل پروگرام کی غرض سے۔اپنی تلاش کے آخری مراحل میں ہمارے پاس دو ہال تھے ایک ایمسٹرڈم میں اور دوسرا المیرے میں۔ہم ان کی انتظامیہ سے پہلے کافی طویل مذاکرات کر چکے تھے۔ ایمسٹرڈم کونسل نے اعلان کردیا کہ 100 شرکاء یا اس سے زائد پر مشتمل جو بھی اجتماع منعقد کیا جائے گا کونسل کو اس سے آگاہ کرنا ضروری ہوگا۔اس اعلان سے ایمسٹرم کے ہال ملنے کی امید منقطع ہوگئی۔ المیرے کے ہال کی انتظامیہ نے پہلے ہی ہمیں ہال مہیا کرنے سے انکار کردیا تھا۔

اس پورے عرصے میں خاکسار ایک کامیاب پروگرام کے انعقاد کے لیے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں دعاؤں کے لیے لکھتا رہا۔اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان اور ہمارے پیارے آقا کی دعاؤں سے سب انتظامات اچانک ہی ہوگئے۔المیرے میں واقع ہال کے وہی مالک جو ہمیں قبل ازیں انکار کر چکے تھے خود ہی فون کر کے نہایت ہی مناسب قیمت پر ہماری ضروریات کے مطابق ہال بک کرانے کی پیش کش کرنے لگے۔مزید یہ کہ انہوں نے اس پروگرام سے چند روز قبل پروگرام کی مشق کیلئے یہ ہال ہمیں پورے دن کیلئے بغیر کسی کرائے کے مہیا کردیا۔اس کے علاوہ انہوں نے بغیر کسی معاوضہ کے ہمارے تمام تکنیکی آلات کیلئے تین دن کیلئے اسٹوریج کی جگہ بھی پیش کی تاکہ ہمیں تمام آلات واپس مشن ہاؤس لے جانے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ یہ حضور انور کی دعاؤں کی قبولیت کا ایک عظیم نظارہ تھا۔ہماری ٹیم کے سب ہی ممبران کیلئے یہ ایک بہت ہی ایمان افروز واقعہ ثابت ہوا تھا۔الحمدللہ حضور انور کے ساتھ اصل پروگرام منعقد ہونے سے پہلے ہی ہم نے خلافت کی برکتوں سے براہِ راست فیض پانا شروع کردیا تھا۔

ہال کو کسی اَور گروپ نے ہفتہ کی رات کو بک کر رکھا تھا اور ہمارے لیے یہ ہال اتوار کی صبح چار بجے دستیاب ہونا تھا۔ لہٰذا ریحان وڑائچ صاحب کی زیر قیادت ایم ٹی اے کی ٹیم نے چار بجے صبح سے ہی کام شروع کردیا۔ڈیوٹی پر لگے ہوئے خدام یا تو سوتے ہی نہیں تھے یا صرف دو گھنٹے آرام کرتے تھے، ایسا لگتا تھا جیسے وہ ایک آفاقی جذبے سے بھرے ہوئے ہیں اور جب تک کہ سیٹ اَپ مکمل نہ ہوگیا اور ہال پروگرام کیلئے تیار نہ ہوگیا تب تک گویا دیوانوں کی

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت عمرؓ جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لٹھ لئے پھرتے تھے جب انہیں اسلام لانا نصیب ہوا تو ان میں ایسی تبدیلی پیدا ہوئی کہ دنیا کے فائدہ کیلئے اپنی جان جوکھوں میں ڈالنے لگے اور دن رات اسلام کی خدمت میں مصروف ہو گئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 7/مئی 2021 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں علی الاعلان نماز کب ادا کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ اسلام میں داخل ہوئے تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درخواست کی کہ ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ ہم گھروں میں چھپ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کریں۔ جب کعبہ پر ہمارا بھی حق ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے اس حق کو حاصل نہ کریں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خانہ کعبہ میں عبادت کیلئے تشریف لے گئے اور اس وقت آپ کے ایک طرف حضرت عمرؓ تلوار کھینچ کر چلے جا رہے تھے اور دوسری طرف امیر حمزہؓ اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خانہ کعبہ میں علی الاعلان نماز ادا کی۔

سوال اسلام لانے کے بعد حضرت عمرؓ میں کیا انقلاب پیدا ہوا؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کتنے کتنے شدید دشمن تھے مگر پھر ان میں کیسی تبدیلی پیدا ہوئی۔ نہ صرف ان کی اصلاح ہوئی بلکہ وہ روحانیت کے ایسے اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے کہ ان کا پہچاننا بھی مشکل ہو گیا۔ حضرت عمرؓ جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لٹھ لئے پھرتے تھے جب انہیں اسلام لانا نصیب ہوا تو ان میں ایسی تبدیلی پیدا ہوئی کہ دنیا کے فائدہ کیلئے اپنی جان جوکھوں میں ڈالنے لگے اور دن رات اسلام کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔

سوال ابوجہل کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ابوجہل کو فرعون کہا گیا ہے مگر میرے نزدیک وہ تو فرعون سے بڑھ کر ہے۔ فرعون نے تو آخر کہا اٰمَنۡتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِهٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ مگر یہ آخر تک ایمان نہ لایا۔ مکہ میں سارا فساد اسی کا تھا اور بڑا متکبر اور خود پسند، عظمت اور شرف کو چاہنے والا تھا۔

سوال حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے کیا دُعا فرمائی؟

جواب حضرت ابنِ عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطابؓ نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کرتے ہوئے آپؓ کے سینے پر تین دفعہ ہاتھ مارا۔ اَللّٰهُمَّ اَخۡرِجۡ مَا فِیۡ صَدۡرِهٖ مِنۡ غِلٍّ وَ اَبۡدِلۡهُ اِیۡمَانًا۔ اے اللہ! اسکے سینے میں جو کچھ بھی بغض ہے اس کو دور کر دے اور اس کو ایمان سے بدل دے۔ آپؐ نے یہ دعا تین دفعہ فرمائی۔

سوال حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام پر کیا ہنگامہ برپا ہوا؟

جواب حضرت عمرؓ کے اسلام کی خبر قریش میں پھیلی تو وہ سخت جوش میں آ گئے اور اسی جوش کی حالت میں انہوں نے حضرت عمرؓ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت عمرؓ باہر نکلے تو ان کے ارد گرد لوگوں کا ایک بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا اور قریب تھا کہ بعض جوشیلے ان پر حملہ آور ہو جائیں لیکن حضرت عمرؓ بھی نہایت دلیری کے ساتھ ان کے سامنے ڈٹے رہے۔ آخر اسی حالت میں مکہ کا رئیس اعظم عاص بن وائل وہاں آ گیا اور اس ہجوم کو دیکھ کر اس نے اپنے سردارانہ انداز میں آگے بڑھ کر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا: عمر صابی ہو گیا ہے۔ اس رئیس نے موقع شناسی سے کام لیتے ہوئے کہا: تو خیر، پھر بھی اس ہنگامے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں عمرؓ کو پناہ دیتا ہوں۔ اس آواز کے سامنے عربی دستور کے مطابق لوگوں کو خاموش ہونا پڑا اور وہ آہستہ آہستہ منتشر ہو گئے۔

سوال عاص بن وائل کی پناہ کا حضرت عمرؓ نے کیا کیا؟

جواب اس کے بعد حضرت عمرؓ چند دن تک امن میں رہے کیونکہ عاص بن وائل کی پناہ کی وجہ سے کوئی ان سے تعرض نہیں کرتا تھا لیکن اس حالت کو حضرت عمرؓ کی غیرت نے زیادہ دیر تک برداشت نہ کیا۔ چنانچہ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ انہوں نے عاص بن وائل سے جا کر کہہ دیا کہ مَیں تمہاری پناہ سے نکلتا ہوں۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد میں مکہ کی گلیوں میں بس پٹتا اور پیٹتا ہی رہتا تھا۔

سوال حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے اسلام کو کیا تقویت حاصل ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: محمد بن عبید بیان کرتے ہیں کہ مجھے یاد ہے ہم بیت اللہ میں نماز ادا نہیں کر سکتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کر لیا۔ جب حضرت عمرؓ اسلام لے آئے تو آپؓ نے ان کفار سے لڑائی کی یہاں تک کہ انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہم نماز ادا کرنے لگے۔ ایک اور روایت میں ہے: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جب سے حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے ہم عزت سے ہی رہے۔

سوال حضرت عمرؓ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے متعلق حضور انور نے کونسی روایت پیش کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن ہشامؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپؐ حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں سوائے میرے نفس کے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا: نہیں۔ اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تمہارا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک مَیں تمہارے نفس سے زیادہ تمہیں محبوب نہ ہو جاؤں۔ حضرت عمرؓ نے آپؐ سے عرض کیا۔ اللہ کی قسم! اب آپؐ مجھے میرے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اب ہے عمرؓ، اب ہے عمرؓ۔

سوال حضرت عمرؓ کی علی الاعلان ہجرت کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: روایت میں آتا ہے کہ جب آپؓ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو آپؓ نے تلوار لٹکائی، کندھے پر اپنی کمان رکھی، تیر ہاتھ میں لیے اور نیزہ پکڑے ہوئے کعبہ کی طرف گئے۔ سردارانِ قریش اس کے صحن میں تھے۔ آپؓ نے وقار کے ساتھ کعبہ کے سات چکر لگائے۔ پھر آپؓ مقام ابراہیم پر آئے اور اطمینان سے نماز ادا کی۔ پھر آپؓ ہر گروہ کے پاس ایک ایک کر کے کھڑے ہوئے اور ان سے کہا: چہرے بگڑ جائیں اللہ ناکوں کو خاک آلودہ کر دے۔ جو چاہتا ہے کہ اس کی ماں اسے کھوئے اس کی اولاد یتیم ہو اور اس کی بیوی بیوہ ہو وہ اس وادی کے پار مجھے مل لے۔

سوال قُبا پہنچ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کے مکان پر قیام فرمایا؟

جواب قُبا پہنچ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلثوم بن ھِدم کے مکان پر قیام فرمایا۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی مواخات کس سے قائم فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کی مؤاخات حضرت عِتُبان بن مالِکؓ سے ہوئی تھی۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رمضان کی نسبت سے احباب جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا:۔ رمضان میں جن باتوں کی طرف توجہ ہوئی ہے اور جو نیکیاں کرنے کی توفیق ملی ہے انہیں رمضان کے بعد بھی ہمیں جاری رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے بلکہ اس میں ترقی کرنی چاہیے ورنہ رمضان میں سے گزرنا ہمارے لیے بے فائدہ ہے اگر ہم ان نیکیوں اور پاکیزہ تبدیلیوں کو قائم نہیں رکھتے اور اس میں ترقی نہیں کرتے۔ حضور انور نے توبہ استغفار اور درود شریف کے ورد کی طرف توجہ دلائی۔ نیز حضور انور نے خصوصیت کے ساتھ دعا کی طرف توجہ دلائی تا کہ ہمارے بچے نت نئے فتنوں اور دجالی حملوں سے بچے رہیں۔

سوال خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے احباب جماعت کو کن امور میں دعاؤں کی طرف توجہ دلائی؟

جواب حضور انور نے کورونا کی وبا کے دُور ہونے کیلئے، پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کیلئے جن کو شدید مخالفت کا سامنا ہے، مسلم امہ کیلئے اور پوری انسانیت کیلئے دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔ ☆☆

افریقہ کا براعظم خوش قسمت ترین براعظم ہے
اِسکے رہنے والوں نے احمدیت قبول کرنے میں سب سے زیادہ جوش اور جذبے کا مظاہرہ کیا اور کر رہے ہیں
ان کے دل نور یقین سے پُر ہیں یہ اخلاص و وفا کے پیکر ہیں اور اپنے ایمان میں ترقی کر رہے ہیں

افریقہ میں احمدیت کی ترقی اور ان کے اخلاص و وفا کے حسین تذکروں پر مشتمل حضور انور کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 16/اپریل 2004 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور نے کونسی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آیت کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ (سورۃ المجادلہ آیت 22) کی تلاوت فرمائی۔

سوال جماعت کی ترقی اور دشمن کی ناکامی کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آج سے تقریباً 20 سال پہلے جب ایک قانون کے تحت احمدیوں پر پابندیاں لگائی گئی تھیں اور دشمن نے اپنے زعم میں گویا جماعت کی ترقی کے تمام راستے بند کر دیئے تھے دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان وعدوں کے مطابق جو اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے تھے دشمن کی ہر چال کو ناکام و نامراد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان سمیت پونے دوسو سے زائد ممالک میں احمدیت کا پیغام پہنچانے اور جماعتیں قائم کرنے کے سامان پیدا فرما دیئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے کو پورا کر کے دکھایا اور دکھا رہا ہے۔

سوال افریقہ کی سعادت اور خوش بختی کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: افریقہ کا براعظم وہ خوش قسمت ترین براعظم ہے جس کے رہنے والوں نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کرنے میں سب سے زیادہ جوش اور جذبے کا مظاہرہ کیا اور کر رہے ہیں۔ ان کے دل نور یقین سے پر ہیں اخلاص و وفا کے پیکر ہیں اور اپنے ایمان میں ترقی کر رہے ہیں۔ الحمدللہ۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے کہ وہ اور اسکے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ فرمایا: میں خدا سے یقینی علم پاکر کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مولوی اور انکے سجادہ نشین اور ان کے ملہم اکٹھے ہوکر الہامی امور میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو خدا ان سب کے مقابل پر میری فتح کرے گا۔ کیونکہ میں خدا کی طرف سے ہوں پس ضرور ہے کہ بموجب آیت کریمہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ میری فتح ہو۔

سوال: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے کن ممالک میں وسیع پیمانے پر احمدیت کے پھیلنے کی خوشخبری دی تھی؟

جواب: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے فرانکوفون افریقی ممالک میں احمدیت کے وسیع پیمانے پر پھیلنے کی خوشخبری دی تھی۔

سوال: عکرہ ایئرپورٹ پہنچنے پر جماعت کے افراد نے حضور انور ایدہ اللہ کا کس رنگ میں استقبال کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب ہم عکرہ ایئرپورٹ پر پہنچے ہیں، جہاز وہاں آکر رکا بلکہ جہاز رن وے پر اترا تو اس وقت ہی نظر آگیا تھا کہ لوگوں کا ایک ہجوم ہے اور سفید رومال لہرا رہے ہیں، جب میں جہاز سے اترنے لگا تو جہاز کا پائلٹ بھی بڑا ایکسائیٹڈ میرے پاس آیا اور آکے کہنے لگا تمہارے لوگ تمہارے استقبال کیلئے آئے ہوئے ہیں۔ اور اتنا غیر معمولی رش تھا اور جوش تھا کہ ہر ایک کو نظر آرہا تھا۔

سوال: جامعہ احمدیہ گھانا کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: پہلے یہ سالٹ پانڈ میں ہوا کرتا تھا چھوٹی سی جگہ پر، اب تو ماشاء اللہ وسیع رقبہ ہے اور اس میں عمارتیں بھی کافی ہیں کلاس روم بلاک ہیں، ہوسٹل ہیں، سٹاف کوارٹر ہیں اور اسکو مزید وسعت بھی دی جارہی ہے۔ یہاں گھانا کے علاوہ بعض دوسرے افریقن ممالک کے طلبا آکے دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

سوال: سالٹ پانڈ کی مسجد اور مشن ہاؤس کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سالٹ پانڈ کی وسیع خوبصورت مسجد اور مشن ہاؤس وغیرہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح ان مبلغین نے مال کی کمی، کمزوری اور وسائل کی کمی کے باوجود ایسی عالی شان اور خوبصورت عمارتیں کھڑی کر دیں۔

سوال: جلسہ کے بعد اماموں اور چیفوں سے اپنی ملاقات کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جلسہ کے بعد 100 کے قریب اماموں اور چیفوں سے بھی ملاقات تھی۔ جو احمدیت قبول کر چکے ہیں اور اپنی بہت بڑی Following کے ساتھ احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ اور اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام، اپنے اپنے علاقوں میں پھیلا رہے ہیں۔

سوال: گھانا کے دورہ میں حضور انور نے کتنی مساجد اور عمارات کا افتتاح کیا اور سنگ بنیاد رکھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: گھانا میں اس دورہ کے دوران 13 مساجد کا افتتاح ہوا اور دو کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور سات متفرق عمارات کا افتتاح ہوا یا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

سوال: ٹمالے شہر کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ٹمالے ایک جگہ ہے جو نارتھ میں گھانا کا ایک بڑا شہر ہے۔ اس علاقے میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ یہاں ایک بہت بڑی دومنزلہ مسجد کا افتتاح ہوا۔ اس جگہ چند سال پہلے یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ اتنی بڑی مسجد بن سکتی ہے اور پھر نمازی بھی آسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقے میں بیعتیں بھی کافی ہوئی ہیں الحمدللہ۔ اور یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔

سوال: ٹمالے سے بورکینا فاسو کا سفر بذریعہ سڑک کرنے میں حضور انور نے کس حکمت کا ذکر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خواب دیکھا تھا کہ وہ کاروں کے ذریعے سے بائی روڈ گھانا سے بورکینا فاسو میں داخل ہوئے ہیں اور کوئی اسماعیل نامی آدمی بھی ان کو وہاں ملتا ہے بارڈر پہ یا کراس کرکے۔ حضور انور نے فرمایا: مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک الٰہی تقدیر تھی کہ ہم بذریعہ کار بورکینا فاسو میں داخل ہوں اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ ہمارے قافلے میں ایک اسماعیل نامی ڈرائیور بھی تھا جس نے کچھ وقت ہماری گاڑی بھی چلائی جس میں میں بیٹھا ہوا تھا۔

سوال: بورکینا فاسو میں وزیر اعظم اور صدر مملکت سے ملاقات کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بورکینا فاسو میں بھی وزیر اعظم اور ان کے صدر مملکت سے ملاقات ہوئی بڑے خوشگوار ماحول میں، ان کو بھی زراعت سے دلچسپی زیادہ تھی اس لئے کافی دیر تک بٹھائے رکھا بلکہ میری کوشش تھی کہ اب اٹھا جائے لیکن وہ کافی دیر باتیں کرتے رہے۔

سوال: تیسرا ملک جس کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دورہ کیا کونسا تھا؟

جواب: تیسرا ملک بینین تھا جہاں حضور انور بائی ایئر تشریف لے گئے۔

سوال: پاراکو کے میئر کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پاراکو جب ہم پہنچے ہیں تو وہاں کے میئر اور گورنر جو دو صوبوں کے گورنر ہیں دونوں مسلمان ہیں، شہر سے باہر شہر کے گیٹ پر استقبال کیلئے آئے ہوئے تھے۔ باوجود اس کے کہ ملاؤں نے میئر کو بہت کہا کہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں، ان سے نہ ملو۔ تو میئر نے ان کو کہا پھر تو میں ضرور جاؤں گا تاکہ مجھے پتہ تو لگے کہ یہ لوگ کہتے کیا ہیں اور کرتے کیا ہیں۔ جب مجھے اس نے وہاں ایڈریس پیش کیا تو وہاں اس نے برملا یہ اظہار کیا کہ اصل مسلمانوں والے کام تو جماعت احمدیہ کر رہی ہے وہ پورے ملک کے ہاؤس آف میئرز کے صدر بھی ہیں۔

سوال: بینن کی لجنہ کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بینن میں ایک اور بہت اچھی چیز دیکھی ہے۔ وہاں لجنہ نے اپنی ایک خاص ٹیم تیار کی ہے جو ہر موقعے پہ ڈیوٹیاں دیتی ہے۔ بڑی باپردہ ،نقاب لے کے اور مستقل ڈیوٹیاں دیتے رہتے ہیں۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

ہو گئے ہوں کہ اس وقت کوئی مدعی رسالت یا نبوت یا محدثیت بھی موجود ہو۔ ایسا ہی اگرچہ پہلے بھی نصاریٰ سے مباحثات مذہبی ہوتے رہے ہیں لیکن جو نصاریٰ نے اب شوخیاں دکھلائیں اور تمام ملک میں شیطانی آوازیں سنائیں اور گدھوں پر سوار ہوئے اور بہروپ بنائے ایسا استہزا ان کی طرف سے کبھی ظہور میں نہیں آیا اور نہ اس استہزا کا بدل جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والا ہے جو ربّانی آواز ہے کبھی ایسا ظاہر ہوا جیسا کہ بعد اس کے ظاہر ہوگا۔ سننے والے یاد رکھیں۔ ایسا ہی اگرچہ بعض مسلمان جو منافق طبع ہیں پادریوں کے ساتھ اس سے پہلے بھی مداہنہ کے ساتھ پیش آتے رہے ہیں مگر جواب مولویوں اور ان کے ناقص العقل چیلوں نے ان پادری دجالوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملائے اور ان کو فتح یاب قرار دیا اور ان کی خوشی کے ساتھ خوشی منائی اور شوخی اور چالاکی سے صدہا اشتہار لکھے اور اہل حق پر لعنتیں بھیجیں اور ان لعنتوں سے نصاریٰ کو خوش کیا اور نصاریٰ کو غالب قرار دیا اس کی نظیر تیرہ سو برس میں کسی صدی میں نہیں پائی جاتی۔ پس یہ اسی پیشگوئی کا ظہور ہے کہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ ستر ہزار مسلمان کہلانے والے دجال کے ساتھ مل جائیں گے۔ اب علمائے مکفرین بتلادیں کہ یہ باتیں پوری ہوگئیں یا نہیں۔ بلکہ یہ دو علامتیں یعنی مہدی ہونے کے مدعی کو بڑے زور و شور سے کافر اور دجال کہنا اور نصاریٰ کی تائید کرنا اور ان کو فتحیاب قرار دینا اپنے ہاتھ سے مولویوں نے ایسے طور سے پورے کیں جن کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ نادانی سے پہلے باہم مشورہ کرکے سوچ نہ لیا کہ اس طور سے تو ہم دو نشانیوں کا آپ ہی ثبوت دے دیں گے جس شدّ و مد سے اس عاجز کی تکفیر کی گئی ہے اگر پہلے بھی کسی مہدی ہونے کے مدعی کی اس زور و شور سے تکفیر ہوئی ہے اور یہ لعن و طعن کی بارش اور کافر اور دجال کہنا اور دین کا بیخ کن قرار دینا اور تمام ملک کے علماء کا اس پر اتفاق کرنا اور تمام ممالک میں اس کو شہرت دینا پہلے بھی وقوع میں آیا ہے تو اس کی نظیر پیش کریں جو طابق النعل بالنعل کا مصداق ہو ورنہ مہدی موعود کی ایک خاص نشانی انہوں نے اپنے ہاتھ سے قائم کر دی اور اگر پہلے بھی ایسا اتفاق انہوں نے نصاریٰ سے کیا ہے اور ان کو غالب قرار دیا ہے تو اس کی بھی نظیر بتلاویں۔ اور اگر پہلے بھی کسی ایسے شخص کے وقت میں جو مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہو چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان میں اکٹھے ہو گئے ہوں تو اس کی نظیر پیش کریں۔ اور اگر پہلے بھی کسی مہدی کے لوگوں اور نصاریٰ کا کچھ جھگڑا پڑا ہو اور نصاریٰ نے اپنی فتح یابی کے لئے ایسی شیطانی آوازیں نکالی ہوں تو اس کی نظیر بھی بتلاویں۔ اور ہم ہر چہار نظیروں کے پیش کرنے والے کے لئے ہزار روپیہ نقد انعام مقرر کرتے ہیں۔ ہم اس روپیہ کے دینے میں کوئی شرط مقرر نہیں کرتے صرف اس قدر ہوگا کہ بعد درخواست یہ ہزار روپیہ مولوی محمد حسن صاحب لدھیانوی کے پاس تین ہفتہ کے اندر جمع کرادیا جاوے گا اور مولوی صاحب موصوف ایک تاریخ پر جو ان کی طرف سے مقرر ہو فریقین کو اپنے مکان پر بلا کر بلند آواز سے تین مرتبہ قسم کھائیں گے اور کہیں گے کہ میں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعات جو پیش کئے گئے بے نظیر نہیں ہیں اور جو کچھ ان کی نظیریں بتلائی گئی ہیں وہ واقعی طور پر صحیح اور درست اور یقینی اور قطعی ہیں۔ اور بخدا ان نشانیوں کے مصداق ہونے کا مدعی درحقیقت کافر ہے اور میں بصیرت کاملہ سے کہتا ہوں کہ ضرور وہ کافر ہے اور اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو میرے پر وہ عذاب اور قہر الٰہی نازل ہو جو جھوٹوں پر ہوا کرتا ہے۔ اور ہم ہر یک مرتبہ کے ساتھ آمین کہیں گے اور واپسی روپیہ کی کوئی شرط نہیں اور نہ عذاب کے لئے کوئی میعاد مقرر ہے۔ ہمارے لئے یہ کافی ہوگا کہ یا تو مولوی صاحب خدا تعالیٰ سے ڈریں اور قسم نہ کھاویں اور یا تمام مکفروں کے سرگروہ بن کر قسم کھالیں اور اس کے ثمرات دیکھیں۔ (انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 48)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مندرجہ بالا ایک ہزار روپے انعامی چیلنج والے اشتہار کے متعلق فرمایا:

ایک فیصلہ کرنیوالا اشتہار انعامی ہزار روپیہ میاں رشید احمد گنگوہی وغیرہ کی ایمانداری پرکھنے کیلئے جنہوں نے اس عاجز کی نسبت یہ اشتہار شائع کیا ہے کہ یہ شخص کافر اور دجال اور شیطان ہے اور اس پر لعنت اور سب و شتم کرتے رہنا ثواب کی بات ہے اور اس اشتہار کے وہ سب مکفر مخاطب ہیں جو کافر اور اکفر کہنے سے باز نہیں آتے خواہ لدھیانوی ہیں یا امرتسری یا غزنوی یا بٹالوی یا گنگوہی یا پنجاب اور ہندوستان کے کسی اور مقام میں اَلَا لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَافِرِیۡنَ الۡمُکَفِّرِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔ اب ان سب پر واجب ہے کہ اپنے ہم جنس مولوی محمد حسن صاحب لدھیانوی کو قسم دلوا کر ہزار روپیہ ہم سے لے لیں ورنہ یاد رکھیں کہ وہ سب بباعث تکفیر مسلم اور انکار حق کے ابدی لعنت میں مبتلا ہوکر تمام شیاطین کے ساتھ جہنم میں پڑیں گے اور نیز یاد رہے کہ قسم اسی مضمون کی ہوگی جو اشتہار ھٰذا میں درج ہے۔ (ایضاً، صفحہ 47)

آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

شعبہ نورالاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

ملکی رپورٹیں

ہفتہ قرآن

وِشاکھاپٹنم : الحمدللہ جماعت احمدیہ وِشاکھاپٹنم میں پہلی مرتبہ آن لائن ہفتہ قرآن مجید مورخہ 6/جولائی تا 12/جولائی 2021 منعقد ہوا۔ ہفتہ قرآن مجید کے تمام اجلاسات میں جماعت کے احباب شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن مجید، نظم خوانی اور قرآن مجید کی فضیلت، اہمیت اور برکات سے متعلق مختلف عناوین پر تقاریر ہوئیں۔ اسی طرح آخری اجلاس میں قرآن مجید کے متعلق دینی معلومات کے رنگ میں سوال وجواب کی مجلس منعقد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید کی حقیقی محبت عطا فرمائے اور قرآن مجید کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(نور الحق خان، مبلغ سلسلہ جماعت احمدیہ وِشاکھاپٹنم، صوبہ آندھرا پردیش)

برہ پورہ : اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برہ پورہ صوبہ بہار کو مورخہ 3/جولائی تا 8/جولائی 2021 ہفتہ قرآن کریم منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ پہلا اجلاس بمقام مشن ہاؤس خاکسار کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم ماسٹر فرقان علی صاحب نے کی۔ نظم عزیزم نعیم الحق نے پڑھی بعدہ خاکسار نے تقریر کی اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ دوسرا اجلاس 4/جولائی کو زیر صدارت مکرم محمد اشرف احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ برہ پورہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم عزیزہ امن آرہ نے کی۔ نظم مکرم ابوالقاسم صاحب نے پڑھی۔ بعدہ مکرم آفاق احمد صاحب نے تقریر کی اور صدارتی خطاب کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ تیسرا اجلاس 5/جولائی کو زیر صدارت مکرم سید عبدالباقی صاحب امیر ضلع بھاگلپور منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن عزیزم عطاالہادی نے کی۔ نظم عزیزہ شائلہ مومن نے پڑھی۔ بعدہ قرآن کریم سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی وڈیوز دکھائی گئیں۔ پھر ایک نظم عزیزم سید امتیاز احمد نے پڑھی۔ پھر محترم صدر اجلاس نے تقریر کی۔ بعدہ عزیزہ انابیہ نے ایک نظم پڑھی۔ بعدہ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ چوتھا اجلاس زیر صدارت مکرم ناصر علی صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت مکرم فرقان علی صاحب قائد ضلع نے کی بعدہ مکرم ذوالفقار علی صاحب نے تقریر کی اور صدارتی خطاب ودعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ پانچواں اجلاس 7/جولائی کو زیر صدارت مکرم سید عبد النقی صاحب سیکریٹری اصلاح وارشاد وتعلیم القرآن منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن عزیزم سید امتیاز احمد نے کی۔ نظم مکرم سید محمد نور نے پڑھی بعدہ صدر اجلاس کی تقریر اور دعا کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا۔ چھٹا اجلاس 8/جولائی کو خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مکرم علی رضا صاحب نے کی نظم رضوان احمد نے پڑھی بعدہ خاکسار کی تقریر اور دعا کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا۔ ان اجلاسات میں قرآن کریم کی اہمیت اور برکات پر خصوصیت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی اور اس تعلق میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پڑھ کر سنائے گئے۔

(دیدار الحق، معلم سلسلہ برہ پورہ، بھاگلپور صوبہ بہار)

جماعت احمدیہ حیدرآباد کی تربیتی مساعی

مورخہ 19/جون 2021 کو تحریک جدید کے موضوع پر آن لائن اجلاس رکھا گیا جس میں ایڈیشنل وکیل المال تحریک جدید مکرم مولوی وسیم احمد صدیق صاحب اور نائب وکیل المال تحریک جدید اور خاکسار نے تحریک جدید کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ اس اجلاس میں حیدرآباد، ظہیرآباد، سکندرآباد، جگت گری گٹہ کے افراد جماعت نے شمولیت کی۔

مورخہ 20/جون 2021 کو نظارت بیت المال آمد قادیان کی طرف سے مالی امور کے بارے میں ایک آن لائن اجلاس رکھا گیا۔ جس میں ناظر صاحب بیت المال آمد نے لازمی چندہ جات کی اہمیت بتائی اور ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ اس اجلاس میں ضلع حیدرآباد کے مبلغین، معلمین، سیکرٹریان مال، امراء کرام اور صدر صاحبان کے علاوہ حیدرآباد، سکندرآباد، ظہیرآباد کے افراد جماعت نے شمولیت کی۔

مورخہ 24/جون 2021 کو محترم تنویر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی زیر صدارت مالی قربانی کی اہمیت اور برکات پر ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ مکرم اویس احمد صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور مکرم ایم اے رفیق صاحب نے خوش الحانی سے نظم پڑھ کر سنائی۔ مکرم مولوی نور میاں صاحب معلم سلسلہ اور خاکسار نے مالی قربانی کی اہمیت پر تقاریر کیں۔ محترم امیر صاحب حیدرآباد نے موقعہ کی مناسبت سے شاملین جلسہ سے خطاب فرمایا۔

مورخہ 26/جون 2021 بروز ہفتہ شام 8:30 بجے وصیت کی اہمیت کے بارے میں ایک اجلاس خاکسار کی صدارت میں آن لائن منعقد کیا گیا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا بعدہ محترم منیر احمد حافظ آبادی سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان اور مکرم مولوی انور احمد صاحب انسپکٹر وصایا افراد جماعت سے مخاطب ہوئے اور افراد جماعت کے سوالات کے جوابات دیئے۔ کثیر تعداد میں احباب جماعت نے اس اجلاس میں شمولیت کی۔

الحمدللہ مورخہ 8/جولائی 2021 بروز جمعرات آن لائن براہین احمدیہ کلاس کا انعقاد کیا گیا۔ اس کلاس کی ایک خصوصی نشست مورخہ 11/جولائی 2021 بروز اتوار رکھی گئی جس میں محترم شیراز احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جنوبی ہند نے بطور مہمان خصوصی خطاب فرمایا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی طاہر احمد صاحب معلم سلسلہ نے کی اور ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا۔ مکرم مولوی سجیل احمد غوری صاحب مبلغ سلسلہ نے پروگرام کا تعارف کرایا۔ سب سے پہلے خاکسار نے استقبالیہ تقریر کی جس میں خاکسار نے براہین احمدیہ کا تعارف کرایا اور اہم معلومات حاضرین کو فراہم کیں اور اسکی مقبولیت کے بارے میں بتایا۔ اسکے بعد محترم شیراز احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جنوبی ہند نے بہت ہی عمدہ انداز میں براہین احمدیہ کے بارے میں خطاب کیا۔ اس کتاب کے بارے میں افراد جماعت نے سوالات کئے اور موصوف نے اس کے تسلی بخش جوابات دیئے۔ آخر پر محترم تنویر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد نے ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جنوبی ہند اور حاضرین اجلاس کا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس کتاب کو احمدی تو احمدی غیر از جماعت بھی پڑھ رہے ہیں اور فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ آخر پر محترم شیراز احمد صاحب نے دعا کرائی اور جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ ایک سو بیاسی لنک کے ذریعہ کثیر تعداد میں افراد جماعت نے اس جلسہ میں شمولیت کی۔ حیدرآباد، سکندرآباد، ظہیرآباد اور جگت گری گٹہ چار جماعتوں کے افراد اس میں شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

(محمد کلیم خان، مبلغ انچارج وامیر ضلع حیدرآباد، صوبہ تلنگانہ)

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

خاکسار کے والد مکرم مہتاب امروہی صاحب کا ذکر خیر

(فضل احمد، مربی سلسلہ شعبہ نور الاسلام قادیان)

خاکسار کے والد مکرم مہتاب امروہی صاحب ساکن قادیان 12/جون 2021 کو 61 سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے اور پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

والد صاحب مرحوم کے خاندان میں احمدیت ان کے دادا مکرم شیخ رحیم اللہ صاحب کے ذریعہ آئی جنہوں نے ابتدائی دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ والد صاحب مرحوم کی دادی عبدالصمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی بیٹی تھیں۔ اسی طرح والد صاحب مرحوم کے نانا حافظ عبدالسمیع صاحب امروہی صحابی حضرت مسیح موعودؑ تھے جنہوں نے 18 سال کی عمر میں اپنے والد صاحب کے ساتھ قادیان آکر حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خاکسار کے والد مرحوم 40 سال قبل امروہہ سے قادیان تشریف لائے اور تا وفات یہیں سکونت اختیار کی۔ مرحوم پنجگانہ نماز کے پابند اور نماز تہجد اور نوافل کا التزام کرنے والے تھے۔ باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرتے۔ اپنی اہلیہ اور بچوں کو بھی نماز باجماعت اور تلاوت قرآن کریم کی تلقین کیا کرتے۔ خلافت سے گہری وابستگی تھی۔ باقاعدگی کے ساتھ حضور انور کو خط لکھا کرتے تھے۔ لاک ڈاؤن کے دنوں میں والد صاحب مرحوم گھر میں ہم سب کو التزام کے ساتھ نماز باجماعت پڑھاتے۔ مرحوم بہت سادہ زندگی گذارنے والے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی سادہ زندگی گذارنے کی نصیحت کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین تھا اور کسی بھی چیز کی ضرورت ہوتی تو ہم سے کہا کرتے اللہ تعالیٰ پر مجھے بہت بھروسہ ہے وہ کوئی نہ کوئی انتظام کر دیگا۔ ایک جملہ جو وہ اکثر استعمال کیا کرتے وہ یہ تھا کہ ”صبر کرو شکر کرو اور دُعا کرو“

چندہ کی ادئیگی کے بڑے پابند تھے۔ والد صاحب مرحوم کی کپڑے کی چھوٹی سی دُکان تھی۔ جب کبھی کوئی چندہ لینے والا آتا اور ادئیگی کیلئے پیسے نہ ہوتے تو ان کو کہتے کہ آپ شام تک آجائیں۔ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ تھا کہ وہ پیسوں کا انتظام کر دیگا۔ تو ان کے جاتے ہی ایسے گراہک آجاتے تھے کہ وہ اتنا کپڑا لے لیتے جو اُن کے چندہ کی ادائیگی کیلئے کافی ہوجاتا اور ایسا ایک بار نہیں بلکہ کئی بار ہوا۔ والد صاحب دوکان میں فارغ اوقات میں اکثر قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

والد صاحب مرحوم بڑی ایمانداری سے کام کیا کرتے تھے۔ ایک بار کا ذکر ہے کہ ان کی دُکان میں ایک سنار کی بیوی کپڑا خریدنے آئی۔ اُن کے کپڑا خریدنے کے دو تین یوم کے بعد کپڑوں کی ڈھیری کے نیچے ایک انگوٹھی ملی۔ والد صاحب مرحوم کو خیال آیا کہ کچھ روز پہلے ایک سنار کی بیوی آئی تھی ممکن ہو کہ یہ انگوٹھی اس کی ہو۔ والد صاحب مرحوم نے سوچا کہ جب یہ خاتون دوبارہ آئینگی یا پھر دُکان کے پاس سے گزریں گی تو میں پوچھ لونگا۔ تقریباً تین چار ماہ کے بعد جب وہ دُکان کے پاس سے گزریں تو والد صاحب نے ان کو آواز دے کر پوچھا کہ پچھلے دنوں آپ کی کوئی چیز گم ہوئی ہے کیا؟ تو وہ کہنے لگیں کہ چند ماہ پہلے میری ایک انگوٹھی گم ہوگئی تھی۔ والد صاحب نے وہ انگوٹھی ان کو نکال کر دی تو وہ عورت آپ کی ایمانداری پر حیران رہ گئی۔

خاکسار مربی سلسلہ ہے، ایک بیٹا شعبہ حفاظت مرکز میں خدمت کی توفیق پا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ والد مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور والدہ اور ہم سب بھائی بہنوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور والد صاحب مرحوم کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

SUIT SPECIALIST
Proprietor
SYED ZAKI AHMAD
Bandra, Mumbai
Mobile : 09867806905

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 22 - July - 2021 Issue. 29

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

حضرت عمرؓ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ نظر آتی ہے کہ باوجود بے انتہا مصروفیت کے روزانہ سپہ سالاروں سے خط وکتابت کرتے

یہی وجہ ہے کہ آپؓ کی ہدایت کی پیروی کرتے ہوئے مسلمان فوجوں نے مشکل سے مشکل حالات میں بھی فتوحات حاصل کیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16 رجولائی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کا ذکر چل رہا تھا۔آپ کا دور خلافت تقریباً ساڑھے دس سال پر محیط تھا۔آپ کے دورِ خلافت میں شام،مصر،ایران،عراق، قرغستان، آرمینیہ،آذربائیجان، فارس، کرمان،خراسان اورمکران کے علاقے فتح ہوئے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایک بات جو بہت نمایاں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عمر اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود مسلمان کمانڈروں سے رابطہ میں رہتے،انہیں جملہ ہدایات بھجواتے۔بعض جنگوں کے حالات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر کی مسلمان سپہ سالاروں سے خط وکتابت روزانہ کی بنیاد پر جاری رہی۔یہی وجہ ہے کہ ہمیں جا بجا نظر آتا ہے کہ آپ کی ہدایات کی پیروی کرتے ہوئے مسلمان فوجوں نے مشکل سے مشکل حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فتوحات حاصل کیں۔

حضرت ابوبکر کی وفات پر بیعت خلافت کیلئے تمام اطراف سے بے شمار آدمی آئے ہوئے تھے اور تین دن تک ان کا تانتا بندھا رہا تھا،حضرت عمر نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور مجمع عام میں جہاد میں شامل ہونے کیلئے کئی وعظ فرمائے۔آپ کے خطاب سے ایمانی جوش مسلمانوں کے دلوں میں موجزن ہوگیا اور وہ بڑے جوش وخروش سے بڑھ بڑھ کر جہاد عراق کے لئے اپنا نام پیش کرنے لگے۔

تیرہ ہجری میں ایک جنگ ہوئی جو جنگ نمارق اور کسکر کہلاتی ہے۔نمارق میں ایک زبردست ایرانی لشکر ایک بوڑھے تجربہ کار ایرانی سپہ سالار جابان کی سرکردگی میں خیمہ زن تھا۔حضرت ابوعبید نے لشکر کی تنظیم کی۔رسالہ حضرت مثنی کی سرکردگی میں دیا۔میمنہ کی کمان والک بن جدارۃ کو دی۔میسرۃ کا کمانڈر عمرو بن ھیثم کو مقرر کیا۔نمارق کے مقام پر زبردست معرکہ ہوا اور ایرانی لشکر نے شکست کھائی۔ایرانی لشکر کا سپہ سالار جابان زندہ گرفتار کر لیا گیا یہاں اسلامی اخلاق کا ایک اعلیٰ نمونہ ہمیں نظر آتا ہے۔مطر بن فضہ جنہوں نے جابان کو گرفتار کیا تھا اسے پہچانتے نہ تھے۔جابان نے ان کی لاعلمی سے فائدہ اٹھا کر ان کو فدیہ دیا اور رہائی حاصل کر لی۔کچھ دیر بعد مسلمانوں نے دوبارہ جابان کو گرفتار کر لیا اور حضرت ابوعبید کے پاس لائے اور آپ کو بتایا کہ جابان کو ایرانی لشکر میں کیا پوزیشن حاصل ہے مگر حضرت ابوعبید نے یہ برداشت نہ کیا کہ ایک شخص جس کو ایک مسلمان سپاہی ایک دفعہ فدیہ لے کر رہا کر چکا ہے دوبارہ قیدی بنا لیا جائے۔لوگوں نے اصرار کیا کہ جابان کو تو گویا بادشاہ کی پوزیشن حاصل ہے۔آپ نے فرمایا کہ میں بدعہدی کا مرتکب نہیں ہوسکتا۔چنانچہ جابان رہا کر دیا گیا۔

پھر معرکہ سقاطیہ ہے۔یہ بھی تیرہ ہجری میں ہوا۔اس معرکہ میں کسکر کے ایک علاقہ سقاطیہ میں حضرت ابوعبید نے ایرانی کمانڈر نرسی کے لشکر جرّار کو شکست دی۔پھر جنگ باروسماں ہے یہ بھی تیرہ ہجری کی ہے۔اس جنگ میں ایرانی جرنیل جالینوس سے مقابلہ ہو۔ابوعبید نے ایرانی افواج کو شکست دی اور جالینوس میدان سے بھاگ کھڑا ہوا۔

حضور انور نے فرمایا: جنگ جسر کا بیان پہلے ہو چکا ہے، یہاں بھی ضروری ہے اس لئے بیان کرتا ہوں۔فرمایا: جنگ جسر تیرہ ہجری میں ہوئی جو دریائے فرات کے کنارے مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان لڑی گئی تھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سب سے بڑی اور ہولناک شکست جو اسلام کو پیش آئی وہ جنگ جسر تھی۔ ایرانیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کا زبردست لشکر گیا۔ ایرانی سپہ سالار نے دریا پار اپنے مورچے بنائے اور ان کا انتظار کیا۔اسلامی لشکر نے جوش میں بڑھ کر ان پر حملہ کیا اور دھکیلتے ہوئے آگے نکل گئے مگر یہ ایرانی کمانڈر کی چال تھی۔اس نے ایک فوج بازو سے بھیج کر پل پر قبضہ کر لیا اور تازہ حملہ مسلمانوں پر کر دیا۔مسلمان مصلحتاً پیچھے لوٹے مگر دیکھا کہ پل پر دشمن کا قبضہ ہے گھبرا کر دوسری طرف ہوئے تو دشمن نے شدید حملہ کر دیا اور مسلمانوں کی بڑی تعداد دریا میں کودنے پر مجبور ہوگئی اور ہلاک بھی ہوگئی۔مسلمانوں کا یہ نقصان ایسا خطرناک تھا کہ مدینہ تک اِس سے ہل گیا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ والوں کو جمع کیا اور فرمایا اب مدینہ اور ایران کے درمیان کوئی روک باقی نہیں۔ مدینہ بالکل ننگا ہے اور ممکن ہے کہ دشمن چند دنوں تک یہاں پہنچ جائے۔اِس لئے میں خود کمانڈر بن کر جانا چاہتا ہوں۔باقی لوگوں نے تو اِس تجویز کو پسند کیا مگر حضرت علی نے کہا کہ اگر خدانخواستہ آپ کام آگئے تو مسلمان تتر بتر ہو جائیں گے اور ان کا شیرازہ بالکل منتشر ہو جائے گا اِس لئے کسی اور کو بھیجنا چاہئے آپ خود تشریف نہ لے جائیں۔اس پر حضرت عمر نے حضرت سعد کو جو شام میں رومیوں سے جنگ میں مصروف تھے لکھا کہ تم جتنا لشکر بھیج سکتے ہو بھیج دو کیونکہ اِس وقت مدینہ بالکل ننگا ہو چکا ہے اور اگر دشمن کو فوری طور پر نہ روکا گیا تو وہ مدینہ پر قابض ہو جائے گا۔

حضور انور نے فرمایا: یہ ذکر ابھی چل رہا ہے انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔فرمایا اس وقت مَیں کچھ مرحومین کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کے جنازے بھی پڑھاؤں گا انشاء اللہ۔اس میں سے پہلا ذکر ہے فتیح عبدالسلام مبارک صاحب کا۔مصر کے رہنے والے تھے۔75 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔فتیح صاحب نے دس سال کی عمر میں حفظ قرآن مکمل کر لیا۔قرآن حفظ کرنے کے بعد فتیح صاحب نے ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کی پھر قاہرہ یونیورسٹی سے انجینئرنگ میں ڈگری لی۔پھر مصر کی ایئرفورس میں افسر مقرر ہوئے۔کچھ عرصہ عراق میں بطور انجینئر کام کیا۔پھر آپ اردن آگئے اور معتزلی فرقہ کے ساتھ شامل ہو گئے پھر مصر آئے اور کسی قدر اہل قرآن کی طرف مائل تھے کہ جماعت سے تعارف ہوا۔احمدیت میں آپ کو تمام پریشان کن مسائل کا حل ملا تو آپ نے بیعت کر لی۔

فتیح صاحب کی جماعت کیلئے بہت سی علمی خدمات ہیں۔2005ء میں حضرت مصلح موعود کی کتاب لائف آف محمدؐ کا انگریزی سے عربی میں ترجمہ کیا۔"الحوار المباشر" کے پروگراموں میں شامل ہوتے رہے اور بڑے پرجوش انداز میں مدلل اور مفصل جوابات دیتے تھے جنہیں احباب بہت پسند کرتے تھے۔ایک مصری عیسائی پادری نے قرآن کریم پر اعتراضات پر مبنی ایک سیریز چلائی جس کا عنوان تھا۔هَلِ الْقُرْآنُ كَلَامُ اللهِ یعنی کیا قرآن خدا کا کلام ہے؟ اس کے جواب میں فتیح صاحب نے 2006ء میں پروگراموں کی ایک سیریز ریکارڈ کرائی جس کا نام تھا۔ نَعَمْ اِنَّهُ كَلَامُ اللهِ۔یعنی ہاں بیشک یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصائد کی تشریح پر مشتمل پروگرام روح القدس کیا جس میں قصائد کے لفظی و معنوی اعجاز کو بہت خوبصورت انداز سے واضح کیا۔اسکے علاوہ متعدد پروگراموں میں شرکت کرتے رہے۔اسکے علاوہ بھی جماعتی خدمات ہیں آپ کی۔مقامی جماعت میں ایک لمبا عرصہ تک سیکرٹری تبلیغ کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔اپنے آپ کو وقف کیلئے بھی پیش کیا کئی سال تک بطور واقف زندگی جماعتی خدمات بجالاتے رہے۔جماعتی سینٹر میں درس بھی دیا کرتے تھے۔ان کے بیٹے ابراہیم فتیح صاحب کہتے تھے کہ ابا جان مرحوم سورۃ فاتحہ کی روشنی میں سچی زندگی جینے والے انسان تھے۔ان کی زندگی نعمت خلافت کے نور سے فیضیاب تھی۔خلیفہ وقت کیلئے عشق اور تعظیم کے عجیب جذبات رکھتے تھے۔سب مشکلات کا حل خلافت کو سمجھتے۔والد صاحب قول وفعل میں کامل سچ سے کام لینے میں مشہور تھے۔ہر کام سے پہلے ہمیشہ دعا اور خدا کے حضور گڑگڑاتے تھے۔آپ گہرا علم اور وسیع معلومات رکھتے تھے۔ہر علم کی کتابیں پڑھتے اور نئے افکار اور جدید تحقیقات کو سمجھنے کی کوشش میں لگے رہتے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو ہمیشہ پڑھتے رہتے اور ان سے معارف کے موتی نکال کر انہیں اپنے روزمرہ زندگی میں مشعل راہ بناتے۔انکی اہلیہ کہتی ہیں کہ میرے میاں ہمیشہ جماعت کی خدمت کو ہر دوسرے کام پر ترجیح دیتے تھے۔زیادہ وقت گھر سے باہر تبلیغ میں گزارتے تھے اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ بھی ہمارے بچوں کی خارق عادت طور پر حفاظت فرماتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک الہام ہوا تھا کہ یدعون لک ابدال الشام وعباد اللہ من عرب۔یعنی تیرے لئے ابدال شام کے دعا کرتے ہیں اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں۔فتیح صاحب بھی انہیں میں سے ایک تھے۔اللہ تعالیٰ عربوں میں سے مخلصین پیدا کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود وسلام بھی بھیجتے ہیں اور محبت اور پیار اور عشق کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔آمین۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا ذکر ہے مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ کا جو خلیل مبشر احمد صاحب سابق مبلغ انچارج کینیڈا اور سابق امیر مشنری انچارج سیرالیون کی اہلیہ تھیں۔خلیل صاحب لکھتے ہیں کہ میری اہلیہ رضیہ بیگم میدان تبلیغ کے طویل عرصہ کے دوران اپنے واقف زندگی خاوند کے ساتھ شانہ بشانہ صبر جوش اور ولولے کے ساتھ خدمت سلسلہ کی توفیق پاتی رہیں۔اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور درجات بلند کرے۔آمین۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا ذکر ہے محترمہ سائرہ سلطان صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب کا۔ان کو اللہ کے فضل سے لجنہ پاکستان میں مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق ملی اور خدمت خلق کے شعبہ میں خاص طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ان کے میاں ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب لکھتے ہیں کہ جماعت اور خلافت کی وفادار تھیں۔اس بات پر بہت خوش تھیں کہ ہمارا گھر مسجد مبارک کے قریب ہے۔جب ان کی شادی ہوئی تو اس وقت ان کی ساس صاحبہ تو وفات پا چکی تھیں ان کے سسر مولانا دوست محمد شاہد صاحب حیات تھے۔ان کی ہمیشہ بیٹیوں کی طرح خدمت کی اور ان کی تمام ضروریات کا خیال رکھا۔مختلف ممالک سے آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی بھرپور طریق پر کرتی تھیں۔ایک واقف زندگی کی بہو ہونے کا انہوں نے حق ادا کر دیا۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا ذکر ہے مکرمہ غسون المازوانی صاحبہ کا جو سیریا کی ہیں جو ترکی میں تھیں آجکل۔ ان کی انتالیس سال کی عمر میں وفات ہوگئی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔2015ء میں سیریا سے ہجرت کر کے ترکی آئی تھیں 2016ء میں ان کا تقرر بطور صدر لجنہ اسکندرون ہوا اور تادم آخر بطور صدر لجنہ خدمت بجالاتی رہیں۔اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے درجات بلند کرے۔حضور انور نے تمام مرحومین کی نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad